بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

شمارہ نمبر: 129	اپریل 2018ء	ہدیہ: 50 روپے

بانی ایڈیٹر: حضرت ابوالعرفان علامہ محمد بشیر براہ والے (مرحوم)

ایڈیٹر: ظفر علی آخوند

نائب ایڈیٹر: حبیب اللہ جان مدنی

اہتمام: نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن (NYF) پاکستان

کمپوزکاری: تصوف نیشنل لائبریری علی پورا اسلام آباد

پوسٹل ایڈریس: A- 358 سیکٹر G-6/1 اسلام آباد پاکستان

ای میل ایڈریس: nawaesufia_intl@yahoo.com,

info@nawaisufia.com

ویب سائٹ: www.nawaisufia.com

اکاؤنٹ نمبر: 8-010-1773، UBL سیکرٹریٹ برانچ اسلام آباد

ایڈیٹر اینڈ پبلشر ظفر علی نے ہنر گرافک پرنٹر، آئی نائن ٹو، اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ A-358، G-6/1-1، اسلام آباد سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

فہرست مضامین

نام مضمون .... صفحہ نمبر

تفکر و تذکر

پس چہ باید کرد .... اداریہ 3

القرآن

تفسیر نجم القرآن .... حضرت علاء الدولہ سمنانیؒ 6

سیرت

کائنات میں نور ہی نور .... ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی 9

عبادات

فضائل جمعہ .... مولانا شکور علی انور 11

اسلامیات

تقویٰ کی فضیلت و اہمیت .... مولانا محمد یوسف معروفی 15

قرآنیات

قرآن اور جدید سائنس .... انجینئر محمد حبیب 17

عملیات

استجابِ دعا کے آداب و شرائط .... سید شہاب الدین تھکسوی 19

تصوف

شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ کا تصور تصوف عابدانہ و عاشقانہ .... صنو 21

نام مضمون .... صفحہ نمبر

دینیات

صبر کا دینی و دنیوی فوائد .... وقار حسین تلسوی 28

دامان خیال

خود احتسابی .... ایڈووکیٹ ضامن علی 30

غنچہ ہائے نو شگفتہ

قوم مذہب سے مذہب جو نہیں کچھ بھی نہیں .... محمد الیاس ساحل 32

اصلاحات

میوزک روح کی غذا یا ایمان کی تباہی؟ .... مولانا محمد ابراہیم 34

پیغامات

قارئین لوائے صوفیہ کے نام اہم پیغام .... ادارہ 36

اخبار تصوف

دنیائے تصوف کی خبریں .... جی ایم شاہین 38

نامہ سالک

قارئین کے خطوط .... جی ایم شاہین 40

تفکر و تذکر

پس چہ باید کرد

اداریہ، نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۝ (سورۃ الرعد آیت ۱۱)

ترجمہ: 'یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت اُس وقت تک تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت خود تبدیل نہیں کر لیتے۔'

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ممکن نہیں جس نے ہمیں وجود کی دولت سے نوازا، اشرف المخلوقات انسان ہونے کا اعزاز بخشا، پھر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کا شرف عطا کیا۔ ملت صوفیہ نوربخشیہ پر اس اعتبار سے خصوصی تشکر و امتنان واجب آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے ہمیں طریق اوسط ہونے کا بھی امتیاز ملا جس کی تعلیمات افراط وتفریط سے یکسر پاک ہیں اور اس مسلک کے پیروکار فی زمانہ امن، محبت، اخوت، مساوات، رواداری، برداشت، خیر خواہی، میانہ روی، اور اتحاد بین المسلمین کے سب سے بڑے علم بردار ٹھہرے ہیں۔ وسیع المشربی اور صلح کل ہمیشہ سے اہل تصوف کا مذہب رہا ہے۔ مذہب صوفیہ نوربخشیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس وسیع المشربی اور میانہ روی کو اصول وفروع کا لازمی بنیادی جزو بنا دیا گیا ہے جس کا نظری مظہر الفقہ الاحوط اور کتاب الاعتقادیہ کی تعلیمات ہیں اور عملی مظاہرہ اہل صوفیہ نوربخشیہ کی روایتی امن پسندی، محبت اور رواداری کی شکل میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔

بایں ہمہ اس تاریخی حقیقت سے پہلو تہی اور صرف نظر ممکن نہیں ہے کہ ماضی میں اہل صوفیہ نوربخشیہ کی امن پسندی، رواداری اور اخوت ومحبت ومروت کے جذبات کو ایک کمزوری سمجھ کر دیگر مسالک کے لوگ اس مسلک کے سادہ لوح عوام کو اپنے اندر ضم کرنے کی استعماری پالیسی پر عمل پیرا رہے ہیں، جس کی بنیادی وجہ اس مسلک کے پیروکاروں میں اپنے اسلاف کی عظیم روایات اور اپنے علمی اور تاریخی ورثے سے متعلق علم اور آگاہی کا فقدان تھی۔

یہ حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ایک عظیم الشان علمی ورثے کا مالک ہونے کے باوجود مسلک صوفیہ نوربخشیہ کو اس بات کا طعنہ دیا جاتا رہا کہ اس مسلک کے پاس کتابیں ہی نہیں ہیں۔ اور اسی پروپیگنڈے کی بنیاد پر اہل صوفیہ نوربخشیہ کو احساسِ کمتری کا شکار بنا کر تبدیلی مسلک و مذہب پر آمادہ و مجبور کیا جاتا رہا۔ تاہم گذشتہ تین سے چار دہائیوں کے اندر علمائے صوفیہ نوربخشیہ نے اس کمی اور کمزوری کا احساس کرتے ہوئے سلسلۃ الذہب الصوفیہ کے عظیم بزرگوں کی عظیم تصنیفات کو جو اس سے پہلے عربی اور فارسی زبانوں میں تھیں اردو کا جامہ پہنا کر ہر خاص وعام کے لیے قابل استفادہ کرنے کا مفید کارنامہ سرانجام دیا ہے، جس کے باعث آج نوربخشی کتابوں کی ایک بڑی تعداد عمومی استفادے کے لیے دستیاب ہے۔ علاوہ ازیں رسالہ نوائے صوفیہ نے علم و آگاہی کے فروغ کے لیے گراں قدر

خدمات سرانجام دی ہیں۔

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ مولانا حمزہ علی مرحوم کی علمی خدمات کے بعد ابوالعرفان علامہ محمد بشیر مرحوم نے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی اشاعت کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ نوائے صوفیہ کے اجرا کے بعد نشرواشاعت ایک تحریک کی شکل اختیار کر گئی اور دیگر نوربخشی علما اور سکالرز نے بزرگانِ سلسلۃ الذہب کی کتابوں کے ترجمے کے ساتھ ساتھ دیگر تحقیقی کام کر کے نشرواشاعت کو فروغ عطا کیا۔ ماضی قریب میں نوربخشی کتابوں کی کثیر تعداد میں دستیابی نیز شاہ ہمدان پریس اینڈ پبلی کیشنز راولپنڈی کے قیام سے نشرواشاعت کے میدان میں بڑی پیش رفت کی توقع پیدا ہوئی اور نوربخشی قوم میں اس حوالے سے ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوا۔

تاہم گذشتہ ایک دو برسوں میں بعض حلقوں کی طرف سے نشرواشاعت کے عظیم قومی مشن کی مخالفت کا تاثر ملنے لگا ہے اور کتابوں کی اشاعت اور ترویج کو مسلک کے لیے نقصان دہ اور غیر ضروری سمجھا جانے لگا ہے۔ جس سے اس شعبے میں دلچسپی رکھنے والے افراد مایوسی اور دل شکنی کا شکار نظر آتے ہیں۔ اس کی نمایاں مثالیں نوائے صوفیہ کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر جو اس رسالے کی مستقل بندش کا پیش خیمہ بن سکتی ہے اور شاہ ہمدان پریس اینڈ پبلی کیشنز کے معاملات کی ابتری ہیں۔

نشرواشاعت اور میڈیا کے اس دور میں جہاں ہر مسلک اپنی تعلیمات کی فروغ کے لیے دن رات جدوجہد میں مصروف ہے، مسلکِ صوفیہ نوربخشیہ کی طرف سے اس میدان میں جاری سرگرمیوں کی مخالفت اور انہیں عدم سے ہم کنار کرنے کی سوچ نہایت تباہ کن ہوگی اور یہ صورت حال اس مسلک کو بار دیگر سو برس پیچھے لے جا کر زوال کے اندھیروں میں دھکیل سکتی ہے۔

ہم بار بار اس حقیقت کی طرف اہل مسلک کی توجہ مبذول کرتے آئے ہیں کہ مسلک کی مجموعی ترقی کے لیے ہر شعبے کو اپنے اپنے دائرۂ کار میں رہتے ہوئے اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ یعنی اہل دعوت و ارشاد و تبلیغ کو اپنے شعبے پر توجہ دینی ہوگی۔ اہل درس و تدریس کی توجہ اور سعی و کاوش کا مرکز و محور درس و تدریس ہی ہونا چاہیے جو اس شعبے میں جدید علمی تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضروری پیش رفت کریں۔ نشرواشاعت ایک اور اہم شعبہ ہے جس سے تعلق رکھنے والوں کو نوائے صوفیہ اور دیگر رسائل و جرائد کے اجرا اور اشاعتی تسلسل اور سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ پر اشاعتی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ نوربخشی کتابوں کے ترجمے اشاعت اور تقسیم کے اہم کام پر توجہ دینے کی ضرورت رہے گی۔ شعبۂ تعمیر و ترقی سے منسلک افراد کو مسجدوں، مدرسوں، خانقاہوں اور تجارتی مراکز کے قیام پر اپنی توجہ مرکوز کرنا ہوگی۔ اسی طرح اہل اعتکاف و اربعین نشینی کو ذکر وفکر، اوراد و اذکار اور روحانی محفلوں کے انعقاد نیز اہل مسلک کی روحانی تعلیم و تربیت پر توجہ دینی ہوگی۔ اہل علم، فقہا اور مفتیان کو دین کے مسائل کا جدید انداز میں حل پیش کرنے اور عمومی زندگی میں پیش آنے والے تنازعوں اور مناقشوں پر شرعی فیصلے صادر کرنے کا اہم کردار ادا کرنا ہوگا۔

دوسری طرف اشاعت دین کے صرف ایک پہلو پر توجہ دے کر باقی سب کو نظر انداز کرنا یا کسی ایک شعبے سے وابستہ افراد کا باقی تمام شعبوں پر تسلط حاصل کرنے اور ان شعبوں میں کام کرنے والوں کو اشاعت دین کی مساعی سے بے دخل کرنے کی خواہش اور کوشش یقیناً بہت سی خرابیوں اور پیچیدگیوں کو جنم دے گی۔

نوائے صوفیہ نے ہمیشہ سے اہل اعتکاف کی سرگرمیوں کی حمایت کی ہے، نیز نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کو مستقبل کی امید سمجھتے ہوئے ان کی سرگرمیوں کی مسلسل حمایت کی ہے۔ ایسی صورت حال میں ہماری

توقع ہے کہ یوتھ فیڈریشن کے نوجوان موجودہ صورت حال کی نزاکتوں کا احساس کر کے تمام شعبوں کی کارکردگی پر نظر رکھتے ہوئے انہیں فروغ دینے کی کوشش کریں، نیز آپس کے اختلافات میں فریق بننے کے بجائے ان کا قلع قمع کرتے ہوئے نہ صرف مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے اندر اتحاد و اتفاق اور یک جہتی کو فروغ دیں، بلکہ اتحاد بین المسلمین کے فروغ کے لیے بھی مثبت کردار ادا کریں۔

اگر ہمیں مسلکِ صوفیہ نوربخشیہ کو آگے لے کر جانا ہے تو علمائے صوفیہ نوربخشیہ کو اپنا ہمہ گیر کردار ادا کرنا ہوگا۔ نیز تمام شعبوں میں ہم آہنگی اور اشتراک کار کو فروغ دینے کے لیے ایک مضبوط مرکزی قیادت کی ضرورت ہوگی جو ان سب کی کارکردگی پر نظر رکھتے ہوئے اصلاح اور بہتری کے احکامات صادر کرے۔ اس مضبوط مرکزی قیادت کو تمام شعبوں سے وابستہ افراد کی حمایت اور نصرت حاصل ہونا ضروری ہے۔ مرکزی قیادت کو ہر طرح کے تعصب، عناد، تنگ نظری، انا پرستی، مفاد پرستی جیسے منفی عناصر سے یکسر پاک ہونا ہوگا۔ وہ افرادِ مسلک کو خود سے دور کرنے اور دھڑے بندیوں کو فروغ دینے کے بجائے سب کو ساتھ ملا کر اتفاق و اتحاد کے جذبے سے پیش رفت کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلک کی ہمہ جہت ترقی میں جو عارضی تعطل کی سی صورت حال نظر آتی ہے اس کا قلع قمع ہو اور مسلک حقہ صوفیہ نوربخشیہ ترقی اور عروج کی نئی منزلوں سے ہم کنار ہو۔

یاد رہے کہ اگر اہل صوفیہ نوربخشیہ نے صورت حال کی نزاکت کا اندازہ نہ کیا اور اپنے اپنے مخصوص دائرۂ کار میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اس مسلک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے سے تساہل برتا اور کسی غیبی مدد کا انتظار کرتے رہے تو مندرجہ بالا اعلان قرآنی انہیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر یاد دہانی کرانے کے لیے کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اُس وقت تک تبدیل نہیں فرماتا جب تک کہ اُس قوم کے افراد اپنی حالت خود بدلنے کی طرف متوجہ اور راغب نہیں ہوتے اور اپنے اجتماعی مقصد اور نصب العین کے حصول کے لیے ہر ممکن طریقے سے جدوجہد نہیں کرتے۔

اس موقع پر ہم قارئین و اراکین نوائے صوفیہ اور رسالے کے قلم کاروں سے بھی درج ذیل گزارشات کرتے ہیں:

۱۔ صوفیہ نوربخشیہ کے واحد ترجمان نوائے صوفیہ کو جاری و ساری رکھنے کے لیے تمام حضرات اپنا اپنا کردار ادا کریں۔

۲۔ علمائے کرام، محققین اور طلبہ رسالے میں اشاعت کے لیے معیاری مضامین ارسال کریں۔

۳۔ علاقائی نمائندے اپنے علاقوں میں ہونے والی سرگرمیوں کی رپورٹیں بروقت ارسال کریں۔

۴۔ نوائے صوفیہ کے مقبول سلسلوں مجموعہ شریعت محمدیہؐ اور آپ کے مسائل اور ان کا حل کو از سر نو جاری کرنے کے لیے علمائے کرام اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ ثانی الذکر کے سلسلے میں علما کا بورڈ تشکیل دیا جائے تو زیادہ مستحسن ہوگا۔

۵۔ نوائے صوفیہ کے گزشتہ واجبات کی فوری ادائیگی اور ترسیل کو یقینی بنایا جائے۔

قارئین و اراکین نوائے صوفیہ کی دردمندانہ اپیل ہے کہ اس عظیم اور باوقار رسالے کو جو گزشتہ تیس چالیس برسوں سے علم و ادب کی خدمت اور مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی ترجمانی میں مصروف ہے، دائمی بندش سے بچانے کے لیے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ یہ آخری موقع ہے، پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔ وماعلینا الا البلاغ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم سے کام لیتے ہوئے اور فکر راست کو اساس بناتے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

القرآن

تفسیر نجم القرآن

حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ

ترجمہ: مفتی علی محمد ہادی

اسماءالحسنیٰ کے فیوض:

جب تو ان نکات کو جان چکا تو اب ان اسماء الحسنیٰ کے فیوض سے بھی مستفید ہو جا جو اس سورت کے الفاظ میں آئے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

منعم:	انعام دینے والا
ھادی:	ہدایت دینے والا
مستعان:	وہ جس سے مدد مانگی جائے
معبود:	لائق عبادت
مالک:	مالک
رحیم:	بے انتہا رحم والا
رحمٰن:	بڑا مہربان
رب:	پالنے والا
اللہ:	اللہ (اسم ذات)
محمود:	تعریف کیا گیا

اور یقین کر کہ حق تعالیٰ اسم پاک:

محمود سے:	لطیفۂ بالغیہ پر
اللہ سے:	لطیفۂ طفلیہ پر
رب سے:	لطیفۂ جنینیہ پر
رحمٰن سے:	لطیفۂ خلقیہ پر
رحیم سے:	لطیفۂ لحمیہ پر
مالک سے:	لطیفۂ عظمیہ پر
معبود سے:	لطیفۂ مضغیہ پر
مستعان سے:	لطیفۂ علقیہ پر
ہادی سے:	لطیفۂ نطفیہ پر اور
منعم سے:	لطیفۂ سلالیہ پر

تنبیہ فرما کر اس نقطۂ احدیت کے راز سے آگاہی دے رہے ہیں جو نقطۂ ذاتیہ کا مظہر ہے اور انہی سے صفات خداوندی حیات، سمع، بصر، کلام، علم، ارادہ، قدرت، اور حکمت کا راز بھی کھلتا ہے۔ نیز اس نقطۂ واحدیہ کا سر بھی عیاں ہوتا ہے جو نقطۂ احدیت کا مظہر ہے۔

اس سورت میں جو اسمائے مظہرہ آئے ہیں وہ دائرۂ نقطۂ واحدیہ اور اپنے چاروں صفاتی دائروں پر دال ہیں۔ جبکہ جو اسمائے مضمرہ آئے ہیں وہ دائرۂ نقطۂ احدیہ اور باقی چار صفات کے دائروں پر دال ہیں۔

طہارتِ کبریٰ کی باریابی:

سورۂ فاتحہ جو کہ سریر آرائے مقامِ محمود، صاحبِ لوائے حمد نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی عطاؤں میں سے ہے، جو بھی آدمی اس سورت کے دسویں اسمائے مظہرہ (اللہ، رب، رحمٰن، رحیم اور مالک) اور مضمرہ (محمود، معبود، مستعان، ہادی اور منعم) کے اسرار سے آگاہ ہو جائے، غیب وشہادت میں خدا کی بندگی کا حق ادا کرے اور طبعی تقاضوں کے برخلاف شرعی احکام کے مطابق ساتوں لطائف سے اللہ تعالیٰ کی حمد سرائی کا مقدور بھر حق ادا کرے، اسے بارگاہِ عظمت میں داخلے کی اجازت ہوگی۔ بارگاہِ عظمت ہی معراجِ حقیقت کے حجاج کا کعبۂ حقیقی ہے۔ اس بارگاہ میں داخل ہونے والے کو اگر طہارتِ کبریٰ کا شرف

حاصل ہو جائے تو وہ مکر واستدراج سے مامون ہوگا۔

لطائفِ سبعہ سے حمد کی ادائیگی:

ا۔ لطیفۂ قالبیہ کی حمد:

لطیفۂ قالبیہ کی حمد یہ ہے کہ انسان اپنے اعضاء و جوارح کو حق تعالیٰ کی عبادت میں استعمال کرے۔

۲۔ لطیفۂ نفسیہ کی حمد:

لطیفۂ نفسیہ کی حمد یہ ہے کہ:

الف: نفسانی خواہشات کو ترک کر دے۔

ب: دنیا سے منہ موڑ لے۔

ج: چاہے نعمت ملے یا کلفت، ہر حال میں اللہ سے رابطہ استوار رکھے۔

د: دل میں شیطان کو ایسے وساوس پیدا کرنے کا ہرگز موقع نہ دے جن سے اللہ تعالیٰ کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

۳۔ لطیفۂ قلبیہ کی حمد:

لطیفۂ قلبیہ کی حمد یہ ہے کہ:

الف: آئینۂ حق نما کو مادی دنیا کی دھول سے محفوظ رکھے۔

ب: اس آئینہ کو باغِ دل کے بیچ میں ذاتِ حق کے روبرو رکھے۔

۴۔ لطیفۂ سرّیہ کی حمد:

لطیفۂ سرّیہ کی حمد یہ ہے کہ ذاتِ حق کا جو جلوہ آئینۂ حق نما میں دیکھا ہے اس جلوۂ حق کا راز فاش کرنے کی بجائے مہر بلب رہے۔

۵۔ لطیفۂ روحیہ کی حمد:

لطیفۂ روحیہ کی حمد لطیفۂ قلبیہ کے مقابلے میں اپنی غیرت مندی کا ترک کرنا ہے، کیوں کہ لطیفۂ قلبیہ آئینۂ حق نما کو ذاتِ حق کے روبرو رکھ کر اس میں جلوۂ حق دیکھنے میں مگن رہنے کے باعث لطیفۂ روحیہ کی جانب کم توجہ دیتا ہے۔

۶۔ لطیفۂ خفیہ کی حمد:

جو کچھ آئینۂ حق نما میں روشن آیات کا مشاہدہ کرے ان آیات میں اپنے آپ کو حیران پانا لطیفۂ خفیہ کی حمد ہے۔

۷۔ لطیفۂ حقیہ کی حمد:

اس جامع الحساب کتاب میں حق تعالیٰ کی روشن آیات پر مشتمل ان سورتوں کا مطالعہ کرنا لطیفۂ حقیہ کی حمد ہے جن کی تحریر صاحبِ مقامِ محمود صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قد و قامت کے قلم کے **قاف** سے ہوئی ہے، جو روحانیتِ احمدیت کی **وحدت** کے **دال** سے نورانیتِ محمدیؐ کی **مدہ** (روشنائی) کے **میم** کا فیض حاصل کرنے والا ہے، تا کہ آپؐ کے لوحِ قدم کے **لام** پر خزانۂ ازل میں موجود صورتوں کا نقش ابھر آئے۔ ان صورتوں کا نقش اسمِ **محمود** کے **فیضان** سے ثبت ہوا جو اجمالی طور پر بھی اور تفصیلی طور پر بھی جملہ معارف کو شامل ہے۔ آپؐ کی ولایت کا **واؤ موقفِ اعظم** میں چاروں دائروں کے **دال** کو گھیرے ہوئے ہے۔

اسمائے الٰہی کی دلالت:

ا۔ اسم **اللہ** سے: عالمِ لاہوت میں حق تعالیٰ کی الوہیت پر،

۲۔ اسم رب سے: عالمِ ناسوت میں اس کی ربوبیت پر،

۳۔ اسم رحمٰن سے: عالمِ جبروت میں اس کی رحمتِ عامہ پر،

۴۔ اسم رحیم سے: عالمِ ملکوت میں اس کی رحمتِ خاصہ پر،

۵۔ اسم مالک سے: مواقفِ آثاریہ میں اس کی عزت و جلالت پر،

۶۔ اسم معبود سے: مواقفِ افعالیہ میں اس کی سلطنت و قوت پر،

۷۔ اسم مستعان سے: مواقفِ صفاتیہ میں اس کی قیومیت پر،

۸۔ اسم ہادی سے: مواقفِ ذاتیہ میں اس کی رأفت و مہربانی پر اور

۹۔ اسم منعم سے: مواقفِ قطبیہ میں اس کی نعمت پر دلالت ہوتی ہے۔

معنوی مقامات و مجالس اور قدسی بارگاہوں میں خدائے معبود و محمود کی جانب سے ہدیۂ حمد کے شرفِ قبولیت کی خوشی کے آثار آپؐ کے رخِ حال سے نمایاں ہوتے ہیں۔ ہدیۂ حمد کے شرفِ قبولیت

کی نشانی یہ ہے کہ بارگاہِ واحدیت میں داخلے کی اجازت مل جائے اور طہارتِ کبریٰ کا حصول ہو جائے۔

رہی ناگفتہ مرے دل میں داستاں میری:

اگر مجھے طبعی اکتاہٹ نہ ہوتی تو میں اسی ایک سورہ کی تفسیر میں بطونِ قرآن اول تا آخر کھول کھول کر بیان کر دیتا۔ یہی ایک سورت **سیاست**، **طہارت** اور **عبادت** کے تمام احکام کو جامع ہے اور لطائف سبعہ اور اس کے مختلف اطوار میں اس کی ترتیب سے متعلق مواعظ وامثال اور حکمت کے گہرہائے آبدار کو محیط ہے۔

نہ اس دیار میں سمجھا کوئی زباں میری:

میری طبیعت کے اکتاہٹ کا شکار ہونے کے اسباب یہ ہیں:

۱۔ شہدیز ہمت بلند مقامات کی طلب اور سرچشمۂ نور سے ضیائے علم کا فیض لینے سے تھک چکا ہے۔

۲۔ بیس سالوں سے میں جو کچھ لکھ رہا ہوں ان کا سمجھنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔

۳۔ لوگ اپنے آغاز وانجام کو بھول کر روحانی معارف کی طرف توجہ کم دیتے ہیں۔

۴۔ لوگ زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو فلسفی جتلانے والوں کے خرافات، بناوٹی صوفیوں کی شیخی خوریوں، اور اہل حشو کی یاوہ گوئیوں میں مشغولیت رکھتے ہیں جن سے اسلام کی روشن سنتوں کا اتباع کرنے والے علمائے ربانیین کی توہات نہیں، یونانی حکماء اور شکمانی کتابوں کی خوشہ چینی کرنے والے بھی عار محسوس کرتے ہیں۔

۵۔ حکماء، فقہاء، مشائخ (اللہ تعالیٰ ان کی صراطِ مستقیم کی جانب رہبری کرے)، طلباء اور سالکین (اللہ تعالیٰ انہیں سرّی مکاشفات، روحی مشاہدات اور صوری ونوری تجلیات کی ہمتِ عالی عطا کرے) کی ہمتیں بھی دنیوی لذتوں میں انہماک کی وجہ سے کوتاہ ہیں۔

دعا:

اَللّٰهُمَّ

☆ اِهْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ بِنِعْمَةِ الْاِيْمَانِ الْغَيْبِيْ۔

☆ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ مِمَّنْ تَرَكُوا الْعِبَادَةَ الْبَدَنِيَّةَ الْمَفْرُوْضَةَ بِالْاَمْرِ الْغَيْبِيِّ بَعْدَ الْقُبُوْلِ وَ الْاِشْتِغَالِ بِهَا مُدَّةً۔

☆ وَلَا الضَّآلِّيْنَ مِمَّنْ حُرِمَ نِعْمَتَ الْاِيْمَانِ الشُّهُوْدِيِّ وَ ضَلُّوْا فِی الْمَعَارِفِ التَّوْحِيْدِيَّةِ۔

☆ اٰمِيْن يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اِسْتَجِبْ دُعَائِيْ وَلَا تُخِيْبْ رَجَائِيْ۔

☆ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَقُرَّةِ اَعْيُنِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

یا اللہ!

☆ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا۔ یہ ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تُو نے ایمانِ غیبی کا انعام کیا ہے۔

☆ ان کا راستہ نہ دکھا جن پر تیرا غضب ہوا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے امرِ غیبی کے تحت فرض شدہ بدنی عبادات کو مانتے ہوئے کچھ مدت بجا آوری کے بعد چھوڑ دیا ہے۔

☆ اور نہ ان کا راستہ دکھا جو بھٹک گئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمانِ شہودی کی نعمت سے محروم ہیں اور توحید کی معرفت کی راہ سے بھٹک گئے ہیں۔

☆ آمین یا رب العلمین۔ اے پروردگارِ جہاں! میری دعا قبول فرما اور میری آس نہ توڑ۔

☆ اپنی ساری خلقت سب سے بہتر ہمارے آقا اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کی آل اور تمام صحابہ پر اللہ کی طرف سے درود وسلام ہو۔

☆☆☆☆☆

سیرت

کائنات میں نور ہی نور

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

جب سے کائنات بنی ہے کئی ستاروں سے ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے روشنی لگاتار سفر کر رہی ہے اور ابھی تک ہم تک نہیں پہنچی۔ اس سے خالق نور کی پیدا کردہ بیکراں کائنات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق نور ہے۔ رات کی تاریکی اور دن کا اُجالا وہی پیدا کرتا ہے۔ ہر صبح مشرق کے افق سے نور کا تڑکا پھوٹتا ہے اور ہر شب تاریکی کی چادر اوڑھ لیتی ہے۔ سورج کی روشنی فصلیں پکاتی ہے اور زمین کو روشن کرتی ہے۔ چاند کی روشنی دلوں کو سرور بخشتی ہے۔ ستاروں اور کہکشاؤں کا نور مسافروں کے لیے رہنمائی مہیا کرتا ہے۔ اللہ کے نور جمال سے آسمان جگمگا رہے ہیں اور زمین کا سینہ روشن ہے۔ سورت نور کی آیت نمبر 35 میں ارشاد ہے: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کا حقیقی نور ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نور وحی سے فیضیاب ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مومنین کو اسلام کے نور سے منور کیا۔ حدیث پاک میں آتا ہے: ''میری ولادت کے وقت والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا جس کے سبب شام کے محلات روشن ہو گئے۔''

صحابہ کرامؓ رہنمائی کے روشن ستارے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: 'اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔' یعنی میرے تمام صحابہؓ ہدایت کے درخشاں ستارے ہیں جن سے بھی روشنی حاصل کرو گے ہدایت سے فیض یاب ہو گے۔'' بعض صحابہ کرامؓ کو نور بطور کرامت ملا تھا۔ ایک صحابی کی چھڑی سے روشنی نکلی اور ایک دوسرے صحابی کے انگوٹھے سے نور کی کرنیں پھوٹیں جن کی روشنی میں وہ شب کی تاریکی میں سفر کیا کرتے تھے۔ (بحوالہ: البخاری، ج ۵، ص۴۴، باب مناقب الانصار)۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو بھی نور کہا۔ سورت النساء کی آیت نمبر 174 میں ارشاد ہے: ''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند اور دلیل آپہنچی اور ہم نے تمہاری جانب واضح اور صاف نور اتار دیا ہے۔''

کئی احادیث مبارکہ میں قرآن حکیم کی مختلف سورتوں (فاتحہ، کہف، یٰسین، بقرہ) بلکہ آیاتِ مبارکہ کی تلاوت وسماعت کو بھی ذریعہ حصولِ نور ٹھہرایا گیا ہے۔ (بحوالہ: سنن الدارمی، جلد۳، صفحہ ۴۳۹)۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت ہے کہ جس شخص نے قرآن حکیم کی کوئی ایک آیت بھی سنی وہ اس کے لیے نور ہوگی۔ (بحوالہ: الدارمی، جلد۲، صفحہ ۳۱۹)۔ روایت ہے کہ ایک شخص قرآن حکیم کی تلاوت کر رہا تھا کوئی لفظ چھوٹ گیا تو امام احمد بن حنبلؒ نے اسے ٹوکا اور پوچھنے پر بتایا کہ تمہارے منہ سے کلامِ الٰہی کے ساتھ نور کا ایک ہالہ پھوٹ رہا تھا اس کا تسلسل منقطع ہوا تو میں نے محسوس کیا کہ کوئی لفظ درمیان میں چھوٹ گیا ہے۔

نفع دینے والا علم بھی نور ہے۔ دین کا علم بھی نور ہے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا تھا: ''اگر علم کے طالب ہو تو گناہ اور معصیت سے بچا کرو کیونکہ علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور خدا کا نور کسی معصیت کوش

(گناہگار) کونہیں ملتا۔'' ایمان اور ہدایت بھی نور ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: "فقلب المؤمن سراج منه نور ه" (مسند امام احمد، جلد ۳، صفحہ ۱۷)۔ یعنی مومن کا دل روشن چراغ ہے جس میں نورِ ایمان بھرا ہوا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت میں ہر منافق وکافر نور سے محروم ہو جائے گا اور مومن اپنے نورِ ایمان کی روشنی میں نجات کی منزلوں کی طرف بڑھتا رہے گا۔ (بحوالہ: امام مسلم، الجامع للصحیح، ج ۱، صفحہ ۱۷۸) (الایمان)۔ جس قدر کسی کا ایمان ہوگا اسی قدر اس کا چہرہ نورِ ایمان سے روشن ہوگا۔

سعودی عرب کی پاک دھرتی میں کئی مقاماتِ نور ہیں۔ مثلاً کعبۃ اللہ اور مکہ مکرمہ میں جبلِ نور ایک پہاڑ ہے جس پر غارِ حرا ہے۔ ایک حدیث پاک کے مطابق رکن اور مقام کعبہ دونوں نورانی مقامات ہیں جو اگر نور اپنا پھیلا دیں تو کائنات روشن ہو جائے۔ (بحوالہ: مسند امام احمد، ج ۲، ص ۲۱۳، ۲۱۴)۔ مسجد نبویؐ اور گنبدِ خضراء نور کے مخزن ہیں جہاں ہر وقت اللہ کے انوار کی بارش ہوتی ہے۔ نوری ملائکہ حاضری دیتے ہیں اور سلاموں کے تحفے نچھاور کرتے ہیں۔ پھر بعض اوقات و لمحات ایسے نورانی ہیں کہ ان میں خیر و سعادت کے خزانے لٹا دیئے جاتے ہیں مثلاً یوم جمعہ۔ لیلۃ القدر شبِ نور ہے۔ اعمالِ صالحہ کا بھی نور ہوتا ہے۔ سورۃ التحریم کی آیت نمبر 8 میں ارشاد ہے: نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ. (ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا)۔

جہاد بھی نور ہے۔ حدیث شریف میں جہاد کو نور کہا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ''جو شخص راہِ خدا میں جہاد کرتے ہوئے بوڑھا ہو جائے یہ بڑھاپا بھی روزِ قیامت اس کے لیے نور کا باعث ہوگا۔'' نماز بھی نور ہے۔ حدیث پاک کے مطابق: "الصلوة نور" نماز نور ہے۔ (بحوالہ: صحیح مسلم، ج ۱، ص ۲۰۳، باب طہارت)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ''مومن کی نماز اس کے گھر کے لیے نور ہے۔ پس تم گھروں میں نفل نماز پڑھ کر گھروں کو نورانی بنایا کرو۔'' ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رات کی تاریکی میں مساجد کی طرف ادائے نماز کے لیے سفر کرنے والوں کو روزِ قیامت نور عطا ہوگا۔ صبر بھی نور اور اجالا ہے۔ ایک حدیث پاک میں اسے نور قرار دیا گیا ہے: "الصبر ضياء" یعنی صبر روشنی اور اجالا ہے۔ (بحوالہ: سنن ابی داؤد، ج ۴، ص ۳۲۲)۔ توبہ بھی نور ہے۔ توبہ سے گناہوں کی تاریکیاں ختم ہو جاتی ہیں اور دل ایمان سے منور ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو دعائے نور سکھائی: ''اے اللہ میرے جسم کے رونگیں رونگیں کو نور بنا دے۔'' ایک بندۂ مومن کو تلقین فرمائی کہ صبح اٹھتے ہی دن بھر کے نور کی دعا مانگے اور رات کو شب بھر کے نورِ قلب کا اہتمام کرے کہ جو شخص رات کو عبادت کرے اُس کا چہرہ نورِ جمال سے آراستہ ہوگا۔ (بحوالہ: سنن ابن ماجہ، ج ۱، ص ۴۲۲)۔

وضو بھی نور ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزِ قیامت اپنی امت کے افراد کو سجدوں کے باعث پیشانی کے نور اور وضو کے اعضاء کی نورانیت سے پہچانیں گے۔ (بحوالہ: مسند امام احمد، جلد ۵، ص ۱۹۹)۔ ذکرِ الٰہی بھی نور ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک بار سبحان اللّٰہ اور الحمدللّٰہ کہنے سے زمین و آسمان نور سے بھر جاتے ہیں۔'' درود شریف بھی نور ہے۔ حدیث شریف میں درود شریف کثرت سے پڑھنے کو دنیا و آخرت میں حصولِ نور کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن حکیم کی تلاوت بھی نور ہے۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں: ''تم قرآن پڑھا کرو کہ یہ عقل کی تیزی، حکمت کا نور اور علم کا سرچشمہ ہے۔'' (بحوالہ: سنن الدارمی، ج ۲، ص ۳۱۲)۔ حدیث شریف کے مطابق جو شخص قرآن کی کوئی ایک آیت بھی سنے گا وہ اس کے لیے نور ہوگی۔

(باقی صفحہ نمبر 14 پر)

عبادات

فضائلِ جمعہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

مولانا شکور علی انور،
خطیب و امام جامع مسجد گلگت

شرائط وجوب:

نماز جمعہ قائم کرنے کے لیے چند اہم شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ صفات امامت کے حامل امام کا ہونا

۲۔ حاضرین جمعہ کا مقیم ہونا۔

۳۔ جماعت کے ساتھ پڑھنا۔

۴۔ مقرر وقت کا ہونا۔

مندرجہ ذیل بالا شرائط کی موجودگی میں نماز جمعہ واجب ہو جاتی ہے۔ مسلمان اگر نماز جمعہ کا بندوبست نہ کریں تو سب کے سب گنہگار ہوں گے۔

ان چہارگانہ شرائط میں سے اول الذکر کے سوا سب کی تفصیلات بیان ہو چکی ہیں۔ تاہم پہلی شرط کی تفصیل و تشریح بہت اہم ہے۔ وہ صفات امام یہ ہیں۔

۱۔ مرد ہونا	عورت نہ ہونا،
۲۔ بالغ ہونا	نابالغ نہ ہونا،
۳۔ عقل مند ہونا	کم عقل اور پاگل نہ ہونا،
۴۔ مسلمان ہونا	کافر نہ ہونا،
۵۔ عادل ہونا	ظالم نہ ہونا،
۶۔ علم والا ہونا	جاہل نہ ہونا،
۷۔ پرہیزگار ہونا	فاسق نہ ہونا،
۸۔ بہادر ہونا	بزدل نہ ہونا،
۹۔ سخاوت والا ہونا	بخیل اور کنجوس نہ ہونا،

۱۰۔ ملت محمدیہ میں سب سے زیادہ حسب ونسب والا ہونا یعنی روحانی حسب اور تقی زادہ ہونا،

۱۱۔ روحانی مرشد امام کا اجازت یافتہ ہونا، اور

۱۲۔ آزاد ہونا یعنی غلام نہ ہونا۔

یہ تمام خصلتیں شرطوں اور ارکان کی مانند ہیں۔ اگر ان اوصاف کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اگر امام کوئی ایسا ولی ہو جو صاحب ہدایت ہو، خود کامل ہو، دوسروں کو کامل بنانے والا ہو، علم شریعت، علم طریقت، علم حقیقت تینوں پر کافی عبور رکھنے والا ہو۔ ولایت کے شعبہ جات کا جامع ہو۔ مثلاً دل کی کیفیتوں کے طور طریقے، نا گم گشتگی والی روحانی روشنیاں عالم ملکوت کے حالات کشف، علم جبروت کے حالات مشاہدہ اور علم لاہوت کی تجلیات پانے والا ضدا کی یکسوئی میں فنا ہونے والا، اور اسی حالت فنا میں باقی رہنے والا ہو، آدم الاولیاء حضرت علی علیہ السلام کی طرح جملہ صفات اسماء الٰہی کا مظہر ہو تو یہ نور بالائے نور کا اضافہ ہے۔

اگر ان اوصاف کا حامل امام نہ مل سکے تو شرطوں اور ارکان کا درجہ رکھنے والی خصلتوں کا حامل امام کا ہونا جمعہ کے لیے ضروری ہے۔ اگر ایسا بھی نہ مل سکے تو امام جمعہ کا کم از کم ایسا مسلمان ہونا ضروری ہے جو مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے نہ روکتا ہو۔ یہ حالت تیمم کی سی ہے۔ اور امام (روحانی مرشد) کی شرط اس لیے ہے جس کو امام (روحانی مرشد) نے تقرر نہ کیا ہو تو ممکن ہے کہ فاسق باطنی شخص (یعنی بے تو یہ فسق و فجور میں مبتلا فرد ہو) ایسی صورت میں اس کی نماز باطل ہو جائے گی جو کہ

امامت کی بنیاد پر رکھی گئی ہے۔اگر بنیاد باطل ہو جائے تو بنیاد پر رکھی جانے والی چیز خود بخود باطل ہو جاتی ہے۔ یہ بالکل حق بجانب مسئلہ ہے اگرچہ فاسقوں کے دل اس پر ناخوش ہی کیوں نہ ہوں۔ (الفقہ الاحوط)

امامت کے اوصاف میں سے ایک شرط اجازت یافتہ ہونا یعنی امامت مجازی کے لیے یہ شرط اس لیے لگائی گئی ہے کہ کیونکہ فاسق اور فاجر اور بے مرشد کس طرح ہدایت وارشاد کر سکتا ہے۔اس کی اہمیت امامت حقیقی کے لیے اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتی ہے۔اس لیے واجب ہے اس امام کا نسبت قلبی اور معنوی دونوں صورتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلق ہوتا کہ پیغمبر اسلامؐ کا یہ فرمان مکمل سچائی کا مظہر ہو سکے۔کل تقی فھو آلی۔ہر پرہیزگار میری آل میں شامل ہے۔لہذا نسبت حسب ونسب کا معاملہ انہی مظہرات کا اجمال ہے۔جس کی تفصیل باب الجہاد میں الفقہ الاحوط ص ۱۹۵ پر موجود ہے۔ملاحظہ کیجیے۔

دوسری طرف امام حقیقی کے نہ پائے جانے کی صورت میں اسلامی بادشاہ حاکم جو شرعی احکام کے نافذ کرنے اور عملی طور پر اسلامی نظام کا محافظ ہو۔اس کی طرف سے تقرر شدہ ہونا بھی حقیقت کے قریب معنی رکھتا ہے۔چنانچہ باب الجہاد میں حضرت میر سید محمد نوربخشؒ نے ذکر فرمایا ہے۔علاوہ ازیں خطبہ، جمعہ کی نماز سے پہلے دیا جاتا ہے۔خطبہ کے بعد بلا فاصلہ اقامت نماز پڑھ لی جاتی ہے۔قد قامت الصلوٰۃ آخری کلمات تکبیر کے بعد فوراً بعد امام جمعہ نماز کی نیت کر کے تکبیر احرام (اللہ اکبر) بلند آواز کہہ لیتے ہیں۔امام کی پیروی میں ماموم نماز جمعہ کی نیت باندھتے ہیں اور تکبیر احرام کو اتنی آواز سے بلند کیا جاتا ہے کہ کم از کم دائیں بائیں موجود ساتھی سن سکیں۔پھر نماز پوری خشوع اور خضوع کے ساتھ امام کی پیروی میں ہی مکمل کی جاتی ہے۔

بعض صلحاء اسلام لکھتے ہیں کہ یہ جمعہ کی نماز امراء کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔لہذا جو امیر (شہر یا امیر جماعت) بھی جمعہ پڑھائے اس کے پیچھے پڑھ لو۔مگر یہ کہ اگر کسی بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لی تو اعادے کے طور پر ظہر کی نماز پڑھنے کو بہتر سمجھتا ہوں۔اگر کسی بڑے شہر میں دو جامع مساجد موجود ہوں تو ان میں سے افضل (لائق فائق متقی پرہیزگار) کے پیچھے نماز جمعہ پڑھے۔اگر امام دونوں فضیلت میں برابر ہو تو قدیم (بابرکت اور فضیلت والی) مسجد میں نماز پڑھیں۔اگر اس میں بھی برابر ہو تو قریب والی جامع مسجد میں نماز پڑھے۔تاہم دور والی مسجد میں علم ومواعظ کا اہتمام کیا جاتا ہے سماعت علم کی نیت سے یا اشاعت دین کی غرض سے ہو تو پھر اس جامع مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے۔مسلمانوں کی زیادہ تعداد ہو تو بھی فضیلت کی حامل ہے۔ابن جدیش فرماتے ہیں کہ میں نے عطا سے کہا کہ ایک شہر میں جب دو یا تین جامع مساجد موجود ہوں تو میں کس میں نماز پڑھوں؟ تو انہوں نے فرمایا جہاں مسلمان زیادہ جمع ہوتے ہوں وہاں نماز پڑھ لو۔کیونکہ یہ وہ دن ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عظمت اور زینت بخشی۔اور مسلمانوں کو شرف الفضیلت دی۔(شرف القلوب ص۱۲۴)

جمعہ کے مسنون افعال:

جمعہ کے روز کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا انجام دینا تاکیدی پہلو رکھتے ہیں۔وہ مسنون افعال کہلاتے ہیں۔جن کو آنحضورؐ نے پسند فرمایا۔

۱۔غسل کرنا:

اس کا وقت پہلی صبح سے لے کر زوال تک ہے۔اگر جمعہ کی رات کو غسل وقوع پذیر ہو جائے تو کافی ہے۔یعنی یہ غسل چاہے واجب نیت سے ہو یا سنت لیکن جمعہ کے لیے دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔تاہم جمعہ کو بلاضرورت غسل نہ چھوڑا جائے۔

۲۔ ناپسندیدہ بو کا ختم کرنا:

جسم میں کسی بھی ناپسندیدہ بدبو کا ختم کرنا ضروری ہے۔کہیں ایسا نہ ہو آپ کی بدبو سے دوسرے نمازی لوگ بیزاری اور ملامت کا اظہار کریں اور تکلیف وغیبت کا شکار ہو جائے۔نماز میں بے چینی کا باعث بن جائے۔

۳۔ناخن تراشنا:

جمعہ کے روز نماز کی تیاری کے لیے صفائی دھلائی کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ پاؤں کے ناخن کٹوائے یا خود ناخن تراش استعمال کرے یا کوئی دوسری مشین۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن نماز کو جانے سے پہلے اپنے ناخن اور مونچھیں تراشا کرتے تھے۔یعنی اپنے ناخن صاف کرنے کے علاوہ خط بھی بناتے تھے۔

بعض صلحاء لکھتے ہیں کہ ہر جمعہ کو ناخن تراشا سنت ہے اگر ناخن اتنے نہیں بڑھیں تو کچھ نہ کچھ صفائی کٹائی کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے۔تاکہ سنت نبویؐ پر مکمل عمل ہوتا رہے۔

۴۔مونچھ کم کرنا:

اپنی مونچھیں کم کرنا بھی ضروری ہے۔کیونکہ عام طور پر مونچھیں لمبی کرنا جائز نہیں۔اس کے علاوہ تمام غیر ضروری بالوں کا صاف کرنا بھی مسنون ٹھہرتا ہے۔

۵۔سر مونڈنا:

عام طور پر سر مونڈنا ثواب کے پیش نظر ہے۔کیونکہ بالوں کے رکھنے اور قصر کرنے کی بجائے حلق کرنے کی زیادہ فضیلت پائی جاتی ہے۔اس وجہ سے سر کے مونڈنے کو تاکیدی مسنونات میں شامل کیا ہے۔حج کے ایام رسول خداؐ نے بال کاٹنے والوں کے لیے اور حلق کرنے والوں کے لیے دو دفعہ دعا فرمائی ہے۔

۶۔بڑے سکون اور وقار سے چلنا:

جمعہ کی نماز کے لیے جاتے ہوئے نہایت سکون، وقار اور قناعت سے چلنا چاہیے۔اس انداز سے چلنے میں سنجیدگی اور بزرگی ٹپکتی ہے۔تمکنت اور اطمینان سے چلنے میں بڑے فائدے ہیں۔اجر وثواب کے اعتبار سے بھی اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔آرام آرام سے چلنے میں قدموں کی تعداد بڑھ سکتی ہے۔اس طرح ہر قدم کے عوض اجر بھی دو چند ہوتا ہے۔

۷۔صفائی کرنا:

صفائی چاہے جسم، لباس اور مسجد کی ہو یا گھر ماحول، اور راستے کی ہو۔سب کے سب ہمارے فائدے کے لیے ہیں۔جسم کے حسین بالوں کی بناوٹ اور بغل اور زیر ناف کی صفائی وغیرہ کی طرف خصوصی طور پر توجہ دینا صحت وتندرستی کے سلسلے میں معاون اور مددگار ثابت ہوگا۔

۸۔خوشبو لگانا:

جمعہ کے دن خوشبو لگانا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب ترین عمل ہے۔مسواک کرنا، صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ جمعہ کی نماز کے لیے آنا اور اچھا لباس زیب تن کرنا۔ ایک حدیث میں غسل کے بیان کے ساتھ ہی مسواک کرنا اور خوشبو لگانا بھی آیا ہے۔ مسند ابن احمد میں ہے جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنے گھر والوں کو خوشبو لگائے، اگر ہو تو اچھا لباس پہنے پھر مسجد آئے، پھر نوافل جو جی چاہے پڑھے یا قضا وغیرہ پڑھے پھر خطبہ خاموشی سے سنے تو اس کے گناہ جو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے ہوں سب کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

۹۔صاف ترین کپڑا پہننا:

حضرت عبداللہ ابن سلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے لیے اس سے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر اس کو وسعت ہو تو روزمرہ کے کام کاج کے وقت پہنے جانے والے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کے لیے کپڑوں کا ایک خاص جوڑا مخصوص رکھے۔(سنن ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خاص جوڑا تھا جو آپؐ جمعہ کے دن پہنا کرتے تھے۔اور جب آپؐ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لاتے تھے تو ہم اس کو تہہ کر کے رکھ دیتے تھے اور پھر وہ اگلے جمعہ ہی کو نکلتا تھا۔

۱۰۔جامع مسجد کی طرف سبقت کرنا:

صوفیاء کرام اس بات کے سخت پابند تھے وہ خانقاہ کی طرف جانے کے سلسلے میں نہایت سبقت سے کام لیتے تھے۔امام غزالیؒ لکھتے ہیں: جمعہ کے آداب میں سے یہ ہے کہ علی الصبح جامع مسجد جائے کیونکہ

اس کی بڑی فضیلت ہے۔ اگلے دور میں لوگ جمعہ کے دن صبح چراغ لے کر مسجد جاتے پھر بھی اتنی بھیڑ ہوتی تھی کہ مشکل سے گزر ہوتا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود ایک دن مسجد تشریف لے گئے۔ تو تین آدمی پہلے سے وہاں موجود تھے۔ انہیں اپنے اوپر غصہ آیا اور کہنے لگے کہ میں چوتھا آنے والا ہوں۔ میرا انجام کیا ہوگا۔ عیسائی اور یہودی علی الصبح اپنے اپنے معبدوں میں جاتے ہیں۔ تو مسلمان کا کیا کام ہے جو تاخیر کرے۔

۱۱۔ پیدل چلنا:

جامع مسجد کی طرف چلنا فضیلت کا حامل ہے۔ لیکن اگر کوئی عذر اور مجبوری مثلاً کیچڑ، راستے کی آلائش، فاصلے کی طوالت وغیرہ نہ ہو۔ اگر یہ دوری بھی آدمی کے لیے دشوار ہو، اس کے علاوہ دیگر رکاوٹیں ہوں تو سواری کا استعمال جائز ہے۔ آدمی کے پیدل چلنے میں بہت ثواب ہے۔ حدیث میں ہے کہ ہر قدم کے بدلے سال بھر کے روزوں اور سال بھر کے قیام کا ثواب ہے۔ مواعظ معروف کرخیؒ میں ہے، ایک میل چل کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرو، جمعہ کی نماز کے لیے دو میل چل کے جایا کرو۔ (احوال معروف کرخیؒ)

۱۲۔ سبقت سے کام لینا:

لوگوں کے ہجوم سے راستے خالی ہونے کی صورت میں پہلی صف میں جانے کے لیے سبقت سے کام لینا چاہیے۔ ہجوم کی صورت میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔ یعنی لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے نہ جائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جمعہ کے روز غسل کر کے اول ساعت میں مسجد کو جائے تو گویا اس نے خدا کی راہ میں ایک اونٹ قربان کیا۔ دوسری ساعت میں جانے والے گائے قربان کرنے والے کی طرح ہے۔ تیسری ساعت میں جانے والا بھیڑ کی قربانی کرنے والا جیسا ہے۔ چوتھی ساعت میں جانے والا مرغی راہ خدا میں صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔ پانچویں ساعت میں جانے والا انڈا راہ خدا میں صدقہ دینے والے کی طرح ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن ہر بالغ نمازی پر غسل کرنا واجب ہے۔ تاہم یہ حکم اس کے تاکیدی پہلو کے پیش نظر ہے ورنہ جمعہ کا غسل سنت نبویؐ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ سب سے پہلے اگلی صف میں پھر اس کے بعد کی صف میں پھر اسی ترتیب سے صفوں میں ترتیب سے بیٹھنے کی کوشش کرے تاکہ اس کے تمام اجر وثواب کو حاصل کر سکے۔ جب خطیب خطبہ شروع کرتا ہے تو فرشتے بھی اپنا دفتر بند کرتے ہیں اور وہ بھی خطبہ سننے لگتے ہیں۔

(جاری ہے-----)

☆☆☆☆☆

بقیہ: کائنات میں نور ہی نور

سورۃ التحریم کی آیت نمبر 8 میں ارشادِ ربانی ہے: "رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا." "اے ہمارے رب! ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے۔" "یہ دعا اہلِ ایمان اس وقت کریں گے جب منافقین کا نور بجھا دیا جائے گا۔ اہل ایمان کہیں گے، جنت میں داخل ہونے تک ہمارے اس نور کو باقی رکھ اور اس کا اتمام فرما۔" (بحوالہ: قرآن حکیم مع اُردو ترجمہ وتفسیر، مولانا محمد جونا گڑھی، مولانا صلاح الدین یوسف، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ منورہ، مطبوعہ ۱۴۱۹ ہجری، ص ۱۲۰۰)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دعا ملاحظہ ہو:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا وَفِي لِسَانِي نُوْرًا وَفِي بَصَرِي نُوْرًا وَفِي سَمْعِي نُوْرًا وَعَنْ يَمِينِي نُوْرًا وَعَنْ يَسَارِي نُوْرًا وَ مِنْ فَوْقِي نُوْرًا وَ مِنْ تَحْتِي نُوْرًا وَ مِنْ أَمَامِي نُوْرًا وَ مِنْ خَلْفِي نُوْرًا وَاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُوْرًا وَعَظِّمْ لِي نُوْرًا۔

"اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر دے اور میری زبان میں نور پیدا کر دے اور میری بصارت میں نور پیدا کر دے اور میری سماعت میں نور بھر دے، اور میرے دائیں طرف نور پیدا کر دے اور میرے بائیں طرف نور پیدا کر دے اور میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے اور میرے پیچھے نور کر دے اور میرے نفس میں نور پیدا کر دے اور میرے نور کو بڑھا دے۔"

اسلامیات

تقویٰ کی فضیلت و اہمیت

مولانا محمد یوسف معروفی،
معلم مدرسۃ العارفین، سکردو

تقویٰ کی فضیلت و اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چاہیے کہ دیکھ لے کہ تم نے کل کے لیے کیا چھوڑا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو کیونکہ جو عمل تم کرتے ہو اللہ خوب خبر رکھنے والا ہے۔

مفہوم: اس آیت میں اللہ رب کریم اپنے بندوں کو تنبیہا سمجھا رہا ہے کہ اللہ سے ڈرو ایسا نہ ہو کہ دنیا داری میں غرق رہ کر تمھیں موت اور سزا و جزا کی کوئی خبر نہ ہو۔ اور قیامت کے دن خالی ہاتھ حاضر ہونا پڑے۔ یہاں اللہ نے یہ بھی بتلا دیا ہے کہ تم آج دنیا میں جو کچھ بھی کر رہے ہو اس کی خبر اللہ کو اچھی طرح سے ہے۔ یہ مت سمجھو کہ اللہ بے خبر ہے۔

تقویٰ کا معنیٰ بچنا، پرہیز کرنا ہے اور اصطلاحِ شرع میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اجتناب کرنا ہے۔ اور متقی انسان ہمیشہ اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور احکامِ شریعت کی پاسداری کرتا ہے۔

وقی، یقی، کے معنیٰ ہے کہ کسی شے کے ضرر سے خود کو بچانا۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۸ میں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ: لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰۃً۔

ترجمہ: مومن مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی مت لگایا کرے اگر کوئی ایسا کرے تو اُس کے لیے اللہ کے ہاں کچھ بھی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اُن کے ضرر سے بچنے کے لیے کرے۔ یہاں لفظ تقویٰ نقصان سے بچنے کے اندیشے سے محفوظ رکھنے کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے۔ وَاتَّقُوْا فِتْنَۃً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَآصَّۃً۔ (سورۃ انفال آیت ۲۵) یہاں تقویٰ کا لفظ آفات و بلیات سے ڈرنے کے لیے استعمال ہوا ہے یعنی اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ سورۃ انفال میں یوں ارشاد ہوا ہے: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ (الانفال۔ ۲۹) اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمھیں حق و باطل کے درمیان فرق (تمیز) سکھائے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اللہ بڑی فضیلت والا ہے۔

تقویٰ کا مفہوم قرآن کی روشنی میں۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (البقرۃ۔ ۲۱) اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور اُن لوگوں کو بھی پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی اُس نعمت کا ذکر ہوا ہے جو اللہ نے انسان کی تخلیق کی صورت میں یعنی انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر پیدا کیا تاکہ انسان اللہ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے اللہ کی عبادت کرے اور کفرانِ نعمت خداوندی نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیکوکار بندوں کیلئے ابدی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا۔ الخ تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے فائدے اور جنت کی

نعمتیں گنوائی ہیں۔ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے۔ یٰبَنِیٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ. (سورۃ الاعراف ایت ۲۶)

ترجمہ: اے ابن آدم ہم نے تم پر لباس اتارا تمھاری ستر ڈھانپے اور تمھارے بدن کو زینت دے اور جو پرہیز گاری کا لباس ہے وہ سب سے اچھا ہے۔

قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہوا ہے کہ: وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان.

تم نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہمی تعاون کرو اور گناہ اورعدوان کے کاموں میں تعاون مت کرو۔اس آیت مبارکہ میں نیکی اور تقویٰ اور گناہ اورعدوان کا تقابل ہے۔عدوان کا معنیٰ ہے تجاوزمن الحد ہے یعنی اپنی حد سے آگے گزر جانا۔اسی وجہ سے تقویٰ کے معنی اللہ کی حدود سے آگے نہ بڑھنا ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ نے جو حقوق واجب کردیے ہیں جو حدود متعین کردیے گئے ہیں اور جو حلال وحرام سمجھا دیا گیا ہے ان سب کوخوف خدا دل میں رکھ ان پر کما حقہ پورا اُترنا چاہیے۔جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی. (سورۃ مائدہ ایت ۸) یعنی عدل کرو کیونکہ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے جو حدود قائم کئے ہیں۔ان سے آگے نہیں بڑھنا ہے۔ہر جگہ ہرلحہ خوف خدا دل میں رکھنا چاہیے۔تجارت وکاروبار کے معاملات ہو یا کوئی اورموقع یا خلوت وجلوت میں ہوں یا کوئی بھی کاروبار دین و دنیا کوکوئی معاملہ ہو یہ بات پیش نظر ہو کہ آپ کا اللہ ہر جگہ موجود ہے اوروہ دیکھ رہا ہے۔کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔ ؎

حوف در دل ترس ریزودا شقش　　　　سر زنانیش بکاشتش

قبیلہ انصار سے ایک شخص کہتا ہے کہ گرمی کے دنوں میں ایک روز میں رسول خداؐ کے ساتھ ایک درخت کے سائے میں بیٹھا ہوا تھا۔کہ ایک شخص آیا جس نے اپنا کرتا اُتار دیا اورگرم ریت پر لوٹنا شروع ہوا۔کبھی پیٹ کے بل تو کبھی چہرہ ریت پر رکھتا۔اور کہتا جاتا کہ اس گرم ریت کا مزہ چکھو، کیونکہ خدا کا عذاب اس سے کہیں زیادہ سخت ہے۔رسول کریمؐ اس معاملے کو دیکھ رہے تھے جب وہ شخص اُٹھا اوراپنا کپڑا پہن کر جانے لگا تو حضورؐ نے اُسے اپنے پاس بُلایا اور پوچھا اے بندہ خدا میں نے آج تک کسی کو ایسے کرتے نہیں دیکھا۔اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اُس جوان نے عرض کیا۔خوف خدا میں میں نے اپنے نفس کے ساتھ یہ معاملہ کر رکھا تا کہ شہوت اور ہیجان سے محفوظ رہے۔پیغمبر رحمتؐ نے جب یہ سُنا تو فرمایا۔تو نے خدا سے ڈرنے کا حق ادا کردیا ہے۔ خداوند عالم تیرے ذریعے اہل آسمان پر فخر ومباہات کرتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشادگرامی ہے۔من ذرفت عیناہ من خشیۃ اللہ کان لہ بکل قطرۃ الخ ترجمہ: جوشخص خوف خدا میں آنسو بہائے گا اس کے ہر ہر قطرے کے عوض بہشت میں ہیرے اور جواہرات سے بنا ہوا ایک محل عنایت ہوگا۔اس محل میں ایسی چیزیں ہوں گی جو کسی آنکھ نے نہ دیکھی ہوں گی اور نہ کسی کان نے سُنی ہوں گی۔نہ کسی بشر کے دل میں گمان ہوگا۔اس لیے کہ خوف خدا میں بہے جانے والا آنسو جبرئیل امین جمع کرتا ہے۔محشر کے دن جہنم سے ایک ایسا آگ کا پتھر آئے گا جو پانچ سومیل دور سے آدمی کو جلا کر راکھ کردیتا ہے۔اُس وقت جبرئیل امین ہاتھ میں پانی لے کر حاضر ہوگا اورفرمائے گا یہ پانی اُس شخص کے لیے ہے جو خوف خدا میں آنسو بہایا کرتا تھا۔جبرئیل امین اس پانی کو آگ کی طرف پھینکے گا تو آگ اُسی وقت بجھ جائیگی۔یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام تقویٰ کی دعوت اوراس کی تعلیم دیتے تھے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پہلی دعوت حق بھی فرعون کی قوم کو تقویٰ کی دعوت تھی جسے قرآن نے یوں بیان کیا ہے۔ وَاِذْ نَادٰی رَبُّکَ مُوْسٰی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ. قَوْمَ فِرْعَوْنَ اَلَا یَتَّقُوْن. ترجمہ: اور جب پکارا تیرے رب نے موسیٰ کو کہ ظالم قوم (قوم فرعون) کے پاس جاؤ کیا وہ نہیں ڈرتے؟ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت دین کچھ یوں تھی ۔ کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ . اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْن. اِنِّی لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْن. فَاتَّقُوا اللّٰه. ترجمہ: نوح کی قوم نے بھی رسولوں کی تکذیب کی۔جبکہ ان کے بھائی نوح نے ان کوآگاہ کیا کہ تم ڈرتے

(باقی صفحہ نمبر 20 پر)

قرآنیات

قرآن اور جدید سائنس

انجینئر محمد حبیب کریسی

قرآن مجید اللہ تعالٰی کی ایک مقدس کتاب ہے۔ جو کہ اللہ نے اپنے پیارے حبیب محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیئس سال کے عرصے میں نازل کیا۔قرآن مجید اسلام کا ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن انسانیت کی فلاح اور ہدایت کے لیے نازل کیا گیا۔اس کا ایک ایک حرف انسانیت کی فلاح اور رہنمائی کا باعث ہے۔لیکن اس میں ساڑھے سات سو کے قریب ایسی آیتیں ہیں جو ہمیں اس کائنات کے بارے میں سوچنے سمجھنے اور غور وفکر کرنے کی دعوت دیتی ہے۔اللہ تعالٰی قرآن مجید میں کئی جگہ کیا تم غور وفکر نہیں کرتے؟ کیا تم تدبیر سے کام نہیں لیتے؟ کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ کہہ کر انسانوں سے مخاطب ہے اور ہمیں اس کائنات کو سمجھنے، تخلیق کائنات کے مقصد کو سمجھنے کی دعوت دیتے ہیں۔مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ قرآن تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

جبکہ علم سائنس کسی چیز کی حقیقت تلاش کرنے کا نام ہے۔ علم سائنس نظام کائنات میں سربستہ رازوں کی تلاش کا نام ہے۔ مشاہدات اور تحقیق سے حاصل ہونے والا علم سائنس کہلاتا ہے۔اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ آج دنیا جس مقام پر کھڑی ہے اور ہمیں جدید ٹیکنالوجی، موبائل فون، انٹرنیٹ اور ٹی وی کی صورت میں جو سہولیتیں میسر ہیں وہ یقیناً سائنس ہی کی مرہون منت ہیں۔ یہاں قرآن کی روشنی میں موجودہ سائنسی دریافتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

کائنات کی تخلیق:

ماہرین فلکیات کائنات کی تخلیق کی وضاحت ایک مقبول نظریہ بگ بینگ تھیوری سے کرتے ہیں۔ ماہرین فلکیات اور فلکی سائنسدانوں کا سالہا سال کے مشاہدات اور تجربات سے جمع کردہ مواد اس بات کی تائید کرتا ہے کہ بگ بینگ کے مطابق تمام کائنات شروع میں ایک بڑی کمیت (Primary Nebula) تھی۔پھر بگ بینگ (ثانوی علیحدگی) کے نتیجے میں مختلف کہکشائیں وجود میں آئی۔پھر یہ ستاروں، سیاروں، سورج اور چاند کی صورت میں تقسیم ہوئی۔کائنات کی ابتدا سے متعلق مندرجہ ذیل آیت ہمیں ایک سچائی سے آگاہ کرتی ہے۔

ترجمہ: کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ بے شک آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے ہم نے انہیں جدا جدا کردیا۔ (سورہ انبیاء، ۳۰)

ذرا سا غور ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اس آیت قرآنی اور بگ بینگ کے نظریہ کے درمیان ہم آہنگی سے انکار کرنا ممکن نہیں۔

نظام خون اور دودھ کا بیان:

یاد رکھیے کہ قرآن مجید مسلم سائنسدان ابن نفیس کے دور خون کا نظام بیان کرنے سے چھ سو سال قبل اور ولیم ہاروے کے مغربی دنیا کو یہ علم پہنچانے سے ہزار سال پہلے نازل ہوا تھا۔یہ بات تیرہ سو سال پہلے معلوم ہوئی کہ آنتوں میں کونسا عمل اس بات کا باعث بنتا ہے جس سے نظام انہضام میں ہونے والے انجذاب کے عمل سے اعضاء کی نشوونما ہوتی ہے۔آنتوں کے اندر کیمیائی عملیات وقوع پذیر ہوتے ہیں۔اور یہ کہ وہاں سے ہضم شدہ غذا میں اخذ کیے گئے اجزاء ایک

پیچیدہ نظام کے ذریعے خون کے بہاؤ میں شامل ہوتے ہیں۔ بعض اوقات اپنی مخصوص کیمیائی ترکیب کی بنا پر بذریعہ جگر خون میں شامل ہوتے ہیں۔ خون انہیں تمام جسمانی اعضاء تک پہنچاتا ہے جن میں دودھ پیدا کرنے والے Mammary Glands بھی شامل ہے۔ سادہ الفاظ میں آنتوں کے مواد میں کچھ اجزاء آنتوں ہی کی دیوار سے خون کی نالیوں میں داخل ہوتے ہیں اور دوران خون کے ذریعے یہ اجزاء مختلف اعضاء کو پہنچائے جاتے ہیں اگر ہم درج ذیل آیت قرآنی کو سمجھنا چاہتے ہیں تو انعال اعضاء کا یہ تصور مکمل طور پر ہمارے علم میں ہونا چاہیے۔

ترجمہ: اور بے شک تمہارے لیے چوپایوں میں (مقام) عبرت ہے۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں دودھ خالص اس سے جو گوبر اور خون کے درمیان ان کے پیٹوں میں ہے پینے والوں کے لیے خوشگوار۔ (سورہ النحل، ۶۶)

مزید ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اور بے شک تمہارے لیے چاپایوں میں مقام عبرت ہے۔ ہم تمہیں ان سے پلاتے ہیں (دودھ) جو ان کے پیٹو ں میں ہے اور تمہارے لیے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے (بعض) تم کھاتے ہو۔ (سورہ مومنین، ۲۱)

گائے میں دودھ پیدا کرنے کے حوالے سے قرآن پاک کی بیان کردہ تفصیلات حیرت انگیز حد تک جدید فعلیات سے مکمل ہم آہنگ ہے۔ جس نے اس حقیقت کو کچھ عرصے قبل ہی دریافت کیا ہے۔

فنگر پرنٹس:

غیر مسلموں کا کہنا ہے کہ کوئی شخص جب مر کر مٹی میں شامل ہو جاتا ہے اور اس کے ہڈیاں بھی مٹی بن جاتی ہے تو قیامت کے روز کیسے زندہ کئے جاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ نہ صرف تمہاری ہڈیاں جوڑ سکتا ہوں بلکہ ہماری انگلیوں کے پوروں تک کو بھی کامل طور پر دوبارہ بنا سکتا ہوں۔ انسان کی انفرادی شناخت کے متعلق قرآن پاک ذکر کرتے ہیں:

ترجمہ: کیا انسان گمان کرتا ہے کہ ہم ہرگز جمع نہیں کریں گے اس کی ہڈیاں۔ کیوں نہیں؟ کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں۔ (سورہ القیمۃ، ۳-۴)

آج سے ایک سو ستائیس سال پہلے ۱۸۸۰ء میں سر فرانس گولٹ کی تحقیق کے بعد نقش انگشت (فنگر پرنٹس) لوگوں کی پہچان کا سائنسی ذریعہ بن گیا ہے۔ دنیا کے کوئی سے دو اشخاص کبھی بھی مکمل طور پر ایک جیسے نقش انگشت کے حامل نہیں ہو سکتے۔ حتیٰ کہ ہم شکل جڑواں بھائی بھی۔ اس بنا پر پوری دنیا میں پولیس والے مجرموں کی شناخت کے لیے فنگر پرنٹس استعمال کرتے ہیں۔ چودہ سو سال پہلے ہر انسان کے نقش انگشت کی انفرادیت کا علم کس کو ہو سکتا تھا؟ یقیناً یہ علم خدائے بزرگ و برتر کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہو سکتا۔

اس میں کیا شک ہے کہ قرآن پاک کے سائنسی شواہد واضح طور پر اس کے الہامی ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ چودہ سو برس پہلے کوئی بھی انسان ایسی کتاب تحریر نہیں کر سکتا تھا جو اس عمیق سائنسی حقائق کی حامل ہو۔ یاد رہے کہ قرآن پاک سائنس کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ نشانیوں کی کتاب ہے۔ یہ نشانیاں انسان کو زمین پر اپنی موجودگی کا مقصد سمجھنے کے لیے دعوت فکر دیتی ہے اور خطرات سے ہم آہنگ زندگی گزارنے کی بھی۔ قرآن دراصل کائنات کے خالق اور رازق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پیغام ہے۔ یہ اپنے اندر خدائی وحدانیت کا وہی پیغام رکھتا ہے جس کی تبلیغ حضرت آدم علیہ اسلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ اسلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک بھی انبیائے کرام نے کی۔ قرآن اور جدید سائنس کے موضوع پر بہت سے کتابیں لکھی جا چکی ہے اور اس میدان میں مزید تحقیق ہو رہی ہے انشاءاللہ عزیز یہ تحقیق انسانیت کو خدائے بزرگ و برتر کے کلام سے قریب تر آنے میں مدد دے گی۔ اس مضمون میں قرآن پاک میں موجود سائنسی حقائق میں سے چند ایک کا ذکر کیا گیا ہے۔

عملیات

استجاب دعا کے آداب وشرائط

سید شہاب الدین تھگسوی

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْب اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِی فَلْیَسْتَجِیْبُ لِی وَ الْیُؤْمِنُ بِی. (القرآن)

ترجمہ: اے میرے رسولؐ جب میرے بندے مجھے پکارتے ہیں تو ان سے کہہ دیجیے کہ میں اُن کے قریب ہوں۔میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔پس مجھ سے استجاب کیا کرو اور مجھ پر ہی ایمان رکھو۔

ہمیں اپنی دنیا او آخرت کی حاجتوں کی برآوری کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ احادیث نبویؐ اور اقوال ائمہؑ وبزرگان دین کی رُو سے دُعا کرنے والے کی حالت اور دعا کرنے کی جگہ اور اوقات سے متعلق کچھ آداب وشرائط ہیں۔

دعا کے لیے پہلی شرط معرفت خداوندی ہے۔ یعنی اُس ذات کی معرفت جس کی بارگاہ سے بندہ اپنی دعا کی قبولیت کی اُمید رکھتا ہے۔ پس دُعا کرنے والے کو معرفت الٰہی جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی اُسکا تقرب زیادہ ہوگا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے لوگوں نے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ تم جسے پکارتے ہو اسے پہچانتے نہیں ہو۔

دعا کی دوسری شرط یہ ہے۔ کہ دُعا کرنے والے کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یعنی اس کے قلب کو زبان سے کہی جانے والی باتوں کا علم ہونا چاہیے۔ حضرت علیؑ سے منقول ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ غافل دل کی دُعا قبول نہیں فرماتا۔ لہذا غافل دل سے کہا نے والی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ پس جب بھی دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھایا کرو اپنا دل بھی حاضر رکھو اور اللہ کی طرف توجہ رکھو اور یہ یقین رکھو کہ ہماری دُعائیں بارگاہ ایزدی میں سُنی جارہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے۔ وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِی نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَۃً دُوْنَ الْجَھْرَ مِنَ الْقَوْلِ. (القرآن) اللہ تعالیٰ کو یاد کرو دل ہی دل میں تضرع اور خوف کیساتھ شور وغوغا کے بغیر۔ یعنی ہلکی آواز میں دل ہی دل میں انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ گڑگڑا کر دعا مانگنی چاہیے اللہ کو شور وغوغا پسند نہیں اور یہ آداب کے منافی ہے۔

تیسری شرط یہ ہے۔ کہ انسان حتی الامکان کوشش کرے کہ گناہوں سے اجتناب کرے اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے۔ جو شخص اپنی جیسی محتاج مخلوق کا جب محتاج ہو جاتا ہے اس کی خوشنودی کے لیے ہزارہا کوشش کرتا ہے۔ تا کہ جب وہ اس سے اپنی احتیاج ظاہر کرے تو وہ اس کی حاجت روائی کرے۔ پس وہ خالق برحق جو تمام حاجتوں کا پورا کرنے والا ہے وہ یہ حق اپنے بندوں پر رکھتا ہے کہ بندہ اس کی مرضی کے خلاف کوئی عمل بجا نہ لائے۔

حضرت عیسیٰؑ کو وحی ہوئی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دیں کہ ہمارے گھر میں طاہر قلوب اور پاک پاکیزہ ہاتھوں کے بغیر داخل نہ ہوں اُن سے کہہ دیں کہ اگر کسی نے میری کسی مخلوق پر ظلم کیا ہوگا تو میں

تم میں سے کسی ایک کی بھی دُعا قبول نہیں کروں گا۔

امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جس کی گردن پر دوسروں کے ظلم کا بوجھ ہو اُس کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔

پانچویں شرط رزق حلال ہے۔ دُعا کرنے والے کو چاہیے کہ اس کی کمائی حلال طریقے سے کی گئی ہو۔ رزق حلال ہو اور اس کا پیٹ حرام مال سے بھرا نہ ہو۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کی دُعا قبول ہو اُسے رزق حلال کمانا چاہیے۔ حدیث قدسی میں بھی آیا ہے کہ تمھارا کام دُعا کرنا ہے ہمارا کام قبول کرنا اور حرام خور کے سوا کسی کی دُعا رد نہیں کرنا۔

رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ حرام کھا کر دُعا کرنا ریت یا پانی پر عمارت کھڑی کرنے کے مترادف ہے۔ حرام غذا دل کو سیاہ کر دیتی ہے اور کسب فیض سے محروم کر دیتی ہے۔ لہٰذا جب تک قلب پاکیزہ نہ ہوگا دُعاوں کا قبول ہونا مشکل ہے۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ دُعا کے قبول ہونے سے مایوس نہ ہو اور دُعا میں آہ وزاری کرے حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ بہترین کلام خدا کا ذکر، اس کی بارگاہ میں تضرع اور زاری اور زیادہ دُعا کرنا ہے۔

حضرت موسیٰ کاظم سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں ایک ایسے ہتھیار سے باخبر نہ کردوں جو تمھیں دشمن سے نجات دلائے، صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ آپ نے فرمایا شب و روز دُعا کیا کرو یقیناً دُعا مومن کا ہتھیار ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ دُعا موت کو بھی اس کے یقینی ہو جانے کے بعد بھی ٹال دیتی ہے۔ پس دُعا زیادہ کیا کرو۔ کیونکہ دُعا ہر رحمت کی کنجی اور ہر حاجت کی دستیابی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے۔ کہ مجھ سے مانگ لیا کر میں ہی تمھاری حاجت براری کرنے والا ہوں مگر اس کے لیے شرط یہ ہے کہ دُعا کرنے والا ان آداب و شرائط کا پابند ہو اور جو دُعا کی جائے وہ خلوص دل سے کی جائے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: تقویٰ کی فضیلت و اہمیت

نہیں ۔ میں تمہارے لیے ایک معتبر رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔

اسی طرح ہمارے آقا سید کونین ختم المرسلین، شفیع المذنبین، رحمت للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جو پہلا حکم نازل ہوا۔ وہ بھی تقویٰ کے بارے میں ہے۔ یآیھا المدثر. قم فانذر . و ربک فکبر. سورۃ (مدثر۔ ۱۔۳) ترجمہ: اے چادر اُوڑھنے والے! اُٹھو اور لوگوں کو عذاب سے ڈراؤ۔ اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو۔

ان تمام باتوں سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ ہمیں ہر وقت اور ہر حال میں تقویٰ اختیار کرنا چاہیے۔ چاہے تقویٰ سے مراد پرہیزگاری ہو تقویٰ سے مراد اللہ سے ڈرنا ہو چاہے اس سے مراد بچنا ہو ان سب سے مراد یہی ہے کہ اللہ کی خوشنودی کے لیے اللہ کے احکامات کی بلا چوں چرا تکمیل اور بجا آوری کرنا۔ کیونکہ اللہ کے ہاں کوئی شاہ وگدا اور کوئی قوم اور کوئی گروہ قابل تکریم صرف اور صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہی ہے۔ اللہ کا فرمان کریم ہے کہ ان اکرمکم عنداللہ اتقکم. بیشک اللہ کے ہاں صاحب تکریم وہی ہے جو صاحب تقویٰ ہو۔

☆☆☆☆☆

تصوف

شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ کا تصور تصوف عابدانہ و عاشقانہ

تحریر: سعید روز بہانی

ترجمہ: غلام حسن حسنو

یہ مقالہ علوم انسانی یونیورسٹی تہران کے مجلّے میں شائع ہوا تھا۔ مقالے کی اہمیت کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ نذر قارئین کیا جاتا ہے۔

اس دفعہ گلزار ادب فارسی کے گلچیں حضرات گلستان معرفت ودانش کے مرکز میں جمع ہو گئے ہیں اور گذشتہ موقعوں کی مانند اس بار بھی یہ موقع دوستوں کو وطن عزیز کے قابل فخر علمی وادبی وفرہنگی آثار سے رنگارنگ پھول چننے پر اکسا رہا ہے۔ کتنی خوشی کی بات ہے کہ تمام ادب دوست اور معرفت پرور ارغوان عشق اور بنفشۂ زلف محبوب سے سرشار ہیں ایک مدت ہوتی ہے کہ کہ ایک گروہ معرفت اور دانش کے گلستان کا گرویدہ ہوگیا ہے وہی اس سرزمین کے فرہنگ وادب اور علم ومعرفت کے پاسبان ہیں کبھی کبھی ان عاشقان علم وادب کو گل چینی کے لئے بلایا جاتا ہے۔ ایک بار دامغان میں شاعر منوچہر دامغانی پارک میں بساط علم ومعرفت اور عشق ومحبت بچھائی دوسری بار شمخانۂ ابوالحسن خرقانی کے کنارے خرقان میں اور آج مزار پاک شیخ علاوالدولہ سمنان میں۔ اس لئے کہ ان کے انمول شعری خیالات اور عرفانی خدمات سے واقف لوگ اور عرفان کے شیدائی پاسداران ان کی لیاقت وپختگی سے منسلک ہوگئے ہیں۔

استاد ذبیح اللہ صفا اللہ انہیں عمر دراز دے، اپنی کتاب تاریخ ادبیات ایران میں شیخ علاوالدولہ سمنانی کے تصوف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: شیخ علاوالدولہ تصوف میں اعتدال کے معتقد تھے وہ احکام دین کے اجرا کی جانب متوجہ تھے جنہیں وہ اصول تصوف سے تطبیق دیتے وہ وحدت الوجود بالخصوص ابن عربی کے ساتھ سخت گیر واقع ہوئے ہیں اسی سبب سے شیخ عبدالرزاق کاشانی سے خط وکتابت کرتے رہے۔ (تاریخ ادبیات ایران، ص۱۲۵)

یہ انطباق جسے ہم تصوف عابدانہ اور تصوف عاشقانہ سے یاد کرتے ہیں یہ شیخ کے عرفان میں بہت زیادہ نمایاں ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ شیخ اور ان کے مرشد ومراد شیخ نجم الدین کبری اور ان کے پیروکاروں (سلسلۂ کبرویہ) میں یہ انطباق بہت زیادہ دکھائی دیتا ہے۔

تصوف عابدانہ اور تصوف عاشقانہ:

استاد محمد امین ریاحی کتاب مرصاد العباد کے گرانقدر مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ ساتویں صدی ہجری کے دوران ایران میں مکتب تصوف کے دو طریقے رائج تھے ایک طریقہ وجد، حال، شوریدگی اور وارفتگی تھا۔ اس طریقہ کے راہرو منصور حلاج، بایزید بسطامی، ابوسعید ابی الخیر بتائے جاتے ہیں۔ نجم الدین کے معاصر میں عطار اور رومی اس مکتب کے کامل نمونے ہیں ان کے طور طریقوں کو تصوف عاشقانہ سے موسوم کرنا چاہیے۔ اس کے مقابل ایک علمی تصوف کا مکتب بھی موجود تھا اس کے بیشتر ارکان آداب وسنن اور اوراد وذکار کی جانب راغب تھے۔ جنید بغدادی، ابوالنجیب سہروردی وشہاب الدین سہروردی، ابن عربی وغیرہ اہل معرفت کا ایک دستہ ہے جن کا روش تصوف عابدانہ تھا۔

استاد منوچہر مرتضوی کتاب مکتب حافظ میں ان دونوں مکاتب

سے متعلق لکھتے ہیں کہ مکتب تصوف وخانقاہ سے تعلق رکھنے والے عرفاً میں سے جو شاعر بھی تھے تین گروہوں سے زیادہ نہیں۔

(۱) تصوف عابدانہ یا عابدانہ خانقاہی۔ اس کے قدیم ترین نمائندے حسن بصری اور معروف کرخی ہیں۔

(۲) تصوف عاشقانہ۔ منصور حلاج، ابوسعید ابی الخیر اس گروہ کے اہم ترین نمائندے ہیں۔

(۳) تصوف عارفانہ وعاشقانہ در شعر۔ جو سنائی سے شہرت پایا عطار اس راہ کے راہرو بن گئے۔ رومی نے اسے کمال تک پہنچایا اور وہ زندۂ جاوید ہوگیا۔ (مکتب حافظ ص ۸۲)

تصوف عابدانہ اور تصوف عاشقانہ نجم الدین کبری کی نظر میں:

شیخ نجم الدین کبری کے روحانی افکار اور عرفان یہ نشاندہی کرتے ہیں کہ وہ تصوف عاشقانہ کے ساتھ ساتھ تصوف عابدانہ کے بھی راہرو اور پابند ہیں انہوں نے کئی جگہوں پر دونوں کے اعتقادات کو یکجا کیا ہے۔ ان کی یہ آمیزش ان کی پیروکاروں کے افکار وآرا میں ظاہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر ریاحی شیخ نجم الدین کی تعلیمات کو ان دونوں کا سنگم بتاتے ہیں۔ یعنی عشق اور عبادت کی آمیزش۔ (مقدمہ مرصاد العباد، ص ۳۰) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نجم الدین کبری ایک طرف احکام شریعت کی پاسداری اور اوراد و اذکار کی پابندی میں مکمل دل بستگی رکھتے تھے دوسری طرف وہ سلوک میں عشق کو غایت معرفت جانتے تھے۔ (ایضاً ص ۳۱۔۳۰)

اسی طرح سلسلۂ کبرویہ کے پیروکاروں میں بھی یہ یکجائی دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً شیخ علاوالدولہ کے عرفان میں وارد ہونے کی شرط یہ ہے کہ ابتدا میں شیخ مرید کی پہچان کراتا ہے۔ پھر وہ عرفان نجم الدین کبری میں قدم رکھتا ہے۔ پھر محفل علاوالدولہ میں داخل ہوتا ہے۔ اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ یہ نجم الدین کبری کے عرفان عابدانہ اور عاشقانہ سے متعلق افکار ہی ہیں اس سے شیخ سمنانی کی نجم الدین کبری سے اثر پذیری کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر عبدالحسین زرین کوب اپنی عظیم کتاب جستجو در تصوف ایران میں زندگی وافکار وآثار نجم الدین کبری پر جداگانہ بحث کرتا ہے اور شیخ کی کتاب فوائح الجمال وفواتح الجلال کے عبارت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: شیخ نجم الدین کبری اپنی کتاب میں مرید کے لیے اپنی ظلمت ہستی کا مشاہدہ کرنے اور اغیار (نفس وشیطان) کو دور کرنے کی ہدایت کرتا ہے تاکہ مرید کو ان مضرتوں کو دفع کرنے پر چشم بصیرت حاصل ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے کئی طریقے پیش کرتا ہے۔ مثلاً آہستہ آہستہ غذا میں کمی کرے، کیونکہ ان کے نزدیک خوراک کے ذریعے اور مدد سے نفس اور شیطان قوت پاتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ بتاتے ہیں کہ اپنے افکار وآرا کو شیخ ومرشد میں فنا کرے۔ ان کی نظر میں یہ مرید کا اپنے اختیار سے مرشد کو اختیار کلی دینا ہے۔ یوں وہ مرید کو شیخ کا دست نگر اور محتاج دیکھنا چاہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت شیخ جنید بغدادی کے طریق مجاہدہ بیان کر رہا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: طریق مجاہدۂ جنید اختیار کرے۔ وہ ہے دوامِ وضو، دوام سلوک، دوامِ خلوت، دوامِ ذکر لاالہ الا اللہ، دوامِ ربط قلب بشیخ، دوامِ نفی خواطر، دوامِ ترک اعتراض۔ (جستجو در تصوف ایران ص ۹۱)

وہ خیالات جنہیں نجم الدین کبری جنید سے نقل کرتے ہیں، ہر دو مکاتب تصوف کی آمیزش ہے۔ یعنی وضو، صوم، ذکر، خلوت اور سلوک تصوف عابدانہ اور ربط شیخ، نفی خاطر، ترک اعتراض تصوف عاشقانہ کے مسائل ہیں۔

شیخ نجم الدین کبری اپنی دوسری تصنیف رسالہ الہائم الخائف من لومۃ الائم میں لکھتے ہیں کہ جو طالب مخلص اور مرید صادق ہو چاہیے کہ اپنے ظاہر وباطن کو پاک وصاف کرے ظاہر وباطن کی پاکیزگی دس باتوں کے بغیر نہیں ہو سکتی یہاں پر ظاہر وباطن کی پاکیزگی تصوف کے

انہی دو تصورات کا امتزاج ہے۔ (جستجو در تصوف ایران ص۹۵)
ان میں سے آٹھ وہی ہیں جنہیں جنید نے پیش کیا تھا جن پر نجم الدین نے دو کا اضافہ کیا ہے ان میں سے ایک طہارت اور دوسرا خورد و نوش میں راہِ اعتدال ہے۔ یہ دونوں بھی تصوف عابدانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔اور سلوک کے مقدمات کے اجزا ہیں۔

شیخ نجم الدین کبری اپنے ایک اور رسالہ الاصول العشرۃ جو اقرب الطرق الی اللہ کے نام سے بھی مشہور ہے میں ایسے اصول و قواعد بیان کرتے ہیں کہ سالک طریق سلوک کے لئے ان کی رعایت نہایت ضروری ہے اور وہ ہیں توبہ، زہد، توکل، قناعت، عزلت، ملازمت ذکر، اللہ کی جانب مکمل توجہ، صبر، مراقبہ اور رضا۔ (جستجو در تصوف ایران ص۹۶) یہ وہی اصول و قواعد ہیں جنہیں احوال و مقامات تصوف میں شمار کیے جاتے ہیں اور تصوف عاشقانہ اور عابدانہ دونوں سے ملے ہوئے ہیں شیخ نے ان اصول کی اساس و بنیاد کو اخلاص قرار دیا ہے جو تصوف عاشقانہ کا حصہ ہیں۔

ان کے کامل اور بلند ترین عرفان مشاہدۂ انوار میں ملتے ہیں جسے وہ فوائح الجمال میں ان الوان متنوعہ انوار کو اطوار قلب اور مکاشفات حق کے لباس میں پیش کرتے ہیں۔ یہی مکاشفات و مشاہدات شیخ کے پیروکاروں یعنی سلسلۂ کبرویہ میں وسیع و عظیم نظر یہ انوار مشاہدہ و اطوار قلب کی صورت بن جاتے ہیں اور سلسلۂ کبرویہ میں ان کی شناخت خاص اہمیت اختیار کر لیتی ہے اور ان کلی احوال کو الوان احوال میں جان لیتے ہیں۔ شیخ کے تصوف عاشقانہ کی ایک نشانی کے طور پر اس کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔ (جستجو در تصوف ایران ص۹۲)

ان رنگوں سے متعلق ان کی تعبیر عرفانی کچھ یوں تھی ہے۔
کبھی سالک اپنے سامنے کھلی فضا کا مشاہدہ کرتا ہے جو ہوا سے بھی لطیف اور وسیع ہے یہ اس سالک کو سبز، سرخ، زرد، نیلگون --- یہ رنگ مختلف الوان کی نشاندہی کرتا ہے۔ان الوان کے علاوہ بھی شیخ کے ہاں مقام ولی وولایت کو پہنچنے تک تلوین، تمکین اور تکوین کے مقامات ہیں وہ جنہیں طریقت کے عمدہ ارکان قرار دیتے ہیں یہ بھی تصوف عاشقانہ کی دلیل ہیں۔

تصوف عابدانہ و تصوف عاشقانہ اور شیخ علاء الدولہ:

مقالہ نگار اس حصے میں شیخ علاء الدولہ سمنانی کی کتاب العروۃ لاہل الخلوۃ والجلوۃ سے اس کے بارے میں بہرہ ور ہو رہا ہے۔ان دو مکاتب تصوف سے متعلق فقط اسی کتاب کے حوالے سے گفتگو کرنے پر اکتفا کرتا ہے۔

کہنا چاہیے کہ سلسلۂ کبرویہ کی نشر و اشاعت میں شیخ علاء الدولہ کا کردار اہمیت کا حامل ہے یہاں تک کہ وہ شیخ نجم الدین کبری کی مانند انواع مکاشفات، اطوار قلبی کی جانب خاص توجہ رکھتے تھے۔سب سے اہم یہ کہ تمام پیروکاران سلسلۂ کبرویہ حتی کہ شیخ نجم الدین کبری کی مانند ان دونوں نظریات کی جانب متوجہ تھے۔یہی وجہ ہے کے ان کی جانب اعتدال تصوف اور احکام دین کے اجزا اور ان سے متعلق اصول تصوف کی گفتگو کرنے والا نسبت کی جاتی ہے۔اس لئے ہم پہلے شیخ علاء الدولہ کے تصوف عابدانہ کے معاملات لیتے ہیں بعد میں ان کا انطباق تصوف عاشقانہ پر کرتے ہوئے شیخ کے نظریات کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

تصوف عابدانہ سے مراد اوراد خوانی، نماز، تلاوت قرآن وغیرہ ہیں۔چنانچہ فرماتے ہیں کہ: میں زیادہ مجاہدہ میں مشغول ہو گیا جس کا ذکر گزر چکا ہے، نمازیں پڑھنے اور قرآن کی تدبر کے ساتھ تلاوت کرنے اور فضول باتیں ترک کرنے میں ایسا لگ گیا کہ اگر کوئی دوست مجھ سے کچھ کہتا تو شب و روز اوراد میں استغراق کی وجہ سے جواب دینے کی مجال نہ تھی۔ (العروۃ لاہل الخلوۃ والجلوۃ ص۳۰۲)

آپ تصوف عابدانہ میں نفس انسانی کی تکمیل تین باتوں کی

رعایت میں دیکھتے ہیں لکھتے ہیں کہ: مجھ پر واضح ہوا کہ نفس کی تکمیل میں تین چیزوں کے بغیر چارہ نہیں ان میں سے ایک ضبط اموال، حفظ نفوس اورامر معاش میں سیاست ہے۔ دوسری طہارت وپاکیزگی کہ جن کی مدد سے انسان حیوان سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔ تیسری اپنے معبود وخالق، رازق اورصورت گراور مختلف طریقوں سے ہماری مربی کی عبادت ہے۔ (العروۃ لاہل الخلوۃ والجلوۃ ص۳۰۴_۳۰۳)

وہ ان تینوں شرائط کی اس قدر پابندی کرتے ہیں اور معتقد ہیں کہ آدم وبنی آدم ان تینوں شرائط کی رعایت پر ثابت قدم تھے۔ دوسری جگہ وہ اپنے نفس پر لازم کردیتے ہیں کہ ہر شب دس روز کی نماز قضا پڑھتے، قرآن کی پانچ آیات حفظ کرتے، مناہی وملاہی سے توبہ کرتے، کم سوتے، کم کھاتے اور کم بولتے۔ (ایضا ص۲۹۸)

سچے ایمان کے بارے میں ان کا خیال یوں ہے۔ مومن مخلص اور وفائے صادق وہ ہے کہ ہمیشہ زوال ایمان سے ڈرے کہ ہمارا پیغمبر کمال عصمت وبشارت مغفرت کے باوجود فرمایا کرتے تھے۔ یامقلب القلوب ثبت قلبي علی دینک وطاعتک۔ اے دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دل کو تیرے دین اور تیری طاعت پر ثابت قدم رکھ۔ (العروۃ لاہل الخلوۃ والجلوۃ ۳۰۸)

لکھتے ہیں کہ جب سمنان میں رمضان ہوا تو میں علوم عبادت کے حصول میں مشغول ہوگیا اور تمام علوم شرعی سے خود کو الگ کردیا میں ایک مسئلہ بھی استنباط نہ کرسکتا تھا۔ اس موسم سرما میں ضروری علوم کی تحصیل میں لگ گیا اور شیخ ابوطالب مکی کی تصنیف قوت القلوب کے مطابق سلوک کرنا اپنے لئے مقرر کردیا۔ (ایضا ص۲۹۹)

اپنے پیرومرشد اور باقی پیروکاران سلسلۂ کبرویہ کی مانند آپ بھی شیخ جنید کے پیش کردہ نظریۂ مجاہدات کے قائل تھے۔ فرماتے ہیں کہ: کبھی استاد طریقت قدوۂ ارباب حقیقت شیخ جنید بغدادی کے پیش کردہ آٹھ شرائط سلوک کا لحاظ کر رہا ہوں۔ دوم وضو، دوام سلوک، دوام خلوت، دوام ذکر لاالہ الا اللہ، دوام ربط قلب بشیخ، دوام نفی خواطر، دوام ترک اعتراض۔ (ایضا ص۳۵۵)

اوپر جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان کا انطباق ذیل کے معاملات اور بھی قوی ہو جاتے ہیں۔ وہ قصر ولایت کو چار چیز جانتے ہیں: (۱) ایمان (۲) تقوی (۳) صبر (۴) احسان۔ آپ ان چاروں کو خانۂ محبت کے احکام سمجھتے ہیں۔ یہ تصوف عابدانہ و عاشقانہ کا کمال امتزاج ہے۔ یہ چاروں قصر ولایت کے ارکان اور خانۂ محبت کے احکام ہیں۔ کوئی بھی دنیوی امر، کوئی بھی اخروی معاملہ اور کوئی بھی مرد حقیقت اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک یہ چاروں نہ ہوں۔ پس جان لیں کہ ایمان کا ثمرہ فیضان علم ہے، صبر کا میوہ فیضان ارادت ہے، تقوی فیض قدرت کا ثمرہ ہے اور احسان فیضان حکمت ہے۔ اس آخری فیض پر یہ مکمل ہو جاتا ہے۔ (ایضا ص۳۵۴)

یہاں شیخ علاؤالدولہ کے تصوف عابدانہ کے معاملات کی جانب اشارہ ہوا ہے۔ اب ہم سعی کرتے ہیں کہ عرفان عاشقانہ پر گفتگو کریں۔ احکام دین کو اصول تصوف پر منطبق کیے گیے ہیں۔

شیخ کا عرفان عاشقانہ اور اس کا احکام دین پر انطباق:

اوپر قصر ولایت کے ارکان کی جانب اشارہ کیا گیا تھا۔ ایمان، تقوی، صبر اور احسان۔ شیخ ان میں سے ہر ایک کی کسی نہ کسی قرآنی آیات کے ذریعے شرح وبسط سے تشریح فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤْمِنِیْنَ. اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الصَّابِرِیْنَ. اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ. اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ. اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ. اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ. اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ. ان آیات میں ان چاروں صفات کو محبت وولایت بمع معیت فرمایا ہے۔ البتہ صفت چہارم میں لام تاکید کے ساتھ بمع یاد فرمایا ہے۔ یہ احسان کی تخصیص کی وجہ سے ہے۔ (ایضا ص

۲۷۵) مذکورہ بالا چاروں صفات میں سے احسان عین عارفہ ہونے کی بنا پر خصوصی نظر ہے۔ یہ ان کی تصوف میں عابدانہ مزاج کی وجہ سے ہے۔یعنی احسان، پرستش حق کا دیکھ لینا، حضرت حق میں مراقبہ ومشاہدہ میں حسن ادب سے دیکھ لینا۔احسان یہ ہے کہ خدا کی ایسی عبادت کرے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر ایسا دکھائی دے کہ تو اس کے نور کا مشاہدہ کر رہا ہے۔گویا وہ بھی تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ یہ حضرت حق کے حضور مراقبہ ومشاہدہ میں حسن ادب کی جانب اشارہ ہے۔ (ایضاً ص۲۷۶)

شیخ جنید کے پیش کردہ آٹھوں شرائط جو مذکور ہوئے شیخ علاو الدولہ کی نظر میں ولایت کے لازمی ارکان ہیں۔ایسا کیوں نہ ہو جبکہ یہ ان ارکان کے لوازم میں سے ہیں۔وہ یوں کہ ہر ایک کا ایک دروازہ ہے اور اس دروازے کے دو طبقے ہیں۔ پس رکن ایمانی میں طہارت ہے۔ اس درگاہ کے دو طبقے ہیں۔ایک ظاہر ہے، وہ وضو ہے اور دوسرا باطن، وہ ذکر ہے۔دوسرا رکن قصر ولایت صبر ہے۔اس رکن میں ایک توکل ہے۔ متوکل محبوب حق ہے۔اس کے بھی دو طبقے ہیں۔ جو دروازۂ صبر کے لوازم میں سے ہیں ایک خلوت ہے جو طبقۂ ظاہری ہے اور دوسرا روزہ ہے جو طبقۂ باطنی ہے۔تیسرا رکن قصر ولایت تقوی ہے۔اس رکن کا دروازہ تو یہ ہے اس کے بھی دو طبقے ہیں۔ایک خاموشی ہے جو ظاہر زبان کو بند رکھتا ہے، غیر ذکر ونماز کے کچھ نہ بولے، دوم نفی خواطر ہے وہ یہ کہ باطن میں جو کچھ بھی آئے ذکر کی برکت سے اس کو حاشیۂ دماغ سے دور کرے۔ قصر ولایت کا چوتھا رکن احسان ہے۔اس کا دروازہ قسط وانصاف ہے۔ اس میں بھی دو طبقے ہیں۔ایک اپنے ارادت دل کو اپنے پیر ومرشد سے محبت کامل کے ساتھ مربوط رکھے اور دوسرا دل میں امر حق پر کوئی بھی اعتراض نہ کرے۔ (ایضاً ص۲۷۵)

ملاحظہ فرمائیں کہ احوال عارفانہ کے بیان کے عین درمیان عبادات اور دینی احکام کا بیان بھی ان پر منطبق کر رہے ہیں۔یہاں تک فرماتے ہیں کہ: جو کوئی ان چاروں کو مضبوط ومحکم کرے قوت وتائید الٰہی سے قصر ولایت کی بنیاد مضبوط ومستحکم ہو جائے گا۔ (ایضاً ص۲۵۹)

ہم سبک شناسی میں پڑھتے ہیں کہ ابتدائی عرفان ششم صدی ہجری تک مختلف شعرا کے آثار مثلاً سنائی، نظامی، خاقانی، وغیرہ کے کلام میں شریعت اور عرفان ایک ایسی چیز ہے جو شریعت ہے نہ عرفان وتصوف۔ بلکہ جداگانہ چیز ہے۔لیکن بعد کے بزرگوں جیسے مولانا روم اور حافظ شیرازی کے کلام میں یہ اپنے کمال کو پہنچی ہوئی الگ چیز بن جاتی ہے۔سمجھنا چاہیے کہ شیخ علاوالدولہ سمنانی کا تصوف بھی سنائی، نظامی، خاقانی، وغیرہ کے عرفان کی طرح شریعت سے امتزاج ہے۔لیکن یہاں فرق یہ ہے کہ شیخ علاوالدولہ سمنانی کے ہاں درجۂ کمال کو پہنچا ہوا ہے۔

شیخ سمنانی اپنے مجاہدہ وریاضات کے دوران اخلاص کے ذریعے ایسے بلند مقام پر پہنچ گئے لیکن پھر بھی ادائے نوافل سے غافل نہیں۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ پہلے عبادات کے عمل کو انجام دیتا ہے پھر کتب صوفیہ کا مطالعہ کرتا ہے۔ جب دل ودماغ کو ہر طرح کی یاد داشتوں سے پاک کر دیتا ہے۔پھر متوجہ بحق ہوتا ہے، لقمۂ حلال صرف بوقت ضرورت کھاتا اور اوراد خوانی کرتا۔ چنانچہ شب وروز میں بارہ ہزار لاالہ الا اللہ پڑھتا۔ علاوہ ازیں سو دن کی نماز قضا پڑھتا۔سو رکعت نفل پڑھتا اور قرآن پاک کے سو جزو پڑھتا۔ جب ان سے فارغ ہوتا تو کتب صوفیہ کے مطالعہ میں مشغول ہو جاتا۔ (ایضاً ص۲۱۲)

شیخ گذشتہ امتوں اور امت محمدیہ کے احوال مطالعہ کرنے کے بعد شریعت محمدیؐ کو ان سے اکمل پاتا ہے۔وہ خود لکھتے ہیں کہ: میں نے عبادت پر ایک نظر ڈالا تو اس امت کو سب سے زیادہ قابل قبول اور اکمل پایا۔وہ یوں کہ دن میں چوبیس گھنٹے ہیں۔پانچ وقت کے فریضے کو ایک گھنٹے میں ادا کر سکتے ہیں۔سال میں بارہ مہینے ہیں۔مگر ایک ماہ سے زیادہ دنوں کا روزہ فرض نہیں کیا گیا۔لیکن دوسرے انبیاؑ کی امتوں کے

لئے عبادات زیادہ تھیں۔اس لئے دین محمدیؐ میں یہ عبادت کلی توجہ صوری ومعنوی دونوں لحاظ سے حاصل ہے اور اس گروہ کی عبادت میں تسبیح، تہلیل، تحمید، تکبیر، قیام، قعود، رکوع، سجود، تلاوت، تذکیر، اور ابتہال۔ ۔۔۔۔سب شامل ہیں ایسی عبادات کسی اور ملت میں نہیں۔ (ایضاً ص۳۶۷_۳۰۵)

اوپر احکام دین کے ساتھ شیخ سمنانی کے تصوف کے انطباق کا نمونہ پیش کیا گیا تھا۔اب ہم شیخ سمنانی کے بیچ عرفان اور تصوف عاشقانہ کے باب میں ان کے عقیدے پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔کیونکہ شیخ نے ایک ایسی صدی میں عمر گذاری جس کے دوران تصوف اوج کمال وترقی پر تھا اور اس دوران شعراً وعرفاً جیسے رومی، عطار، عراقی وغیرہ موجود تھے۔پس بے جا نہ ہوگا کہ اگر شیخ سمنانی بھی اسی طرح ۔۔۔۔ پختہ عرفان کی بنیاد رکھنے یہاں ان کے ۔۔۔کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے۔

آپ صوفیہ کے سات طبقات بتاتے ہیں طالبین، مریدین، سالکین، سائرین، طایرین، واصلین اور قطب ارشاد، جس کا دل قلب محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہوتا ہے۔ (ایضاً۳۱۱)

آپ ہر طبقہ کے لئے لطائف ہفت گانہ میں سے مخصوص روحانی لطیفہ منسوب کرتے ہیں اور موصل وہی قطب ہے جو لطیفۂ حقی کا حامل ہے۔واصل وہ ہے جو قوائے لطیفہ خفی سے پاک ومنزہ ہو چکا ہے۔طایر اس کو کہتے ہیں جو لطیفۂ روحی کو پہنچ گیا ہے۔سایر وہ ہوتا ہے جو قوائے لطیفۂ سری کا مالک ہے۔سالک وہ ہوتا ہے جو لطیفۂ قلبی کے قوی کا حامل ہے۔مرید اس شخص کو کہتے ہیں جو لطیفۂ نفسی کے قوائے مزکی کا مالک ہے۔اور طالب ایسے صاحب کو بولا جاتا ہے جو لطیفۂ قالبی کا حامل ہے۔ (ایضاً ص۳۶۱)

پہلے ہم عرفان شیخ نجم الدین کبری کے بارے میں لکھ چکے ہیں کہ شیخ اور ان کے پیروکار اطوار قلب کے مشاہدۂ انوار کو خاص اہمیت دیتے ہیں اس بحث میں ضرورت کے تحت ہم نے ان کی کتاب فوائح الجمال سے شیخ کے احوال قلمبند کیا تھا اور اپنا مدعا بیان کیا تھا۔یہاں اس نظریے کو شیخ سمنانی جو سلسلۂ کبرویہ ہی کے پیروکار ہیں، کے ہاں دیکھتے ہیں۔

شیخ معتقد ہے کہ سالکین کو سیر الی اللہ کے دوران مختلف مقامات روحانی میں انوار غیبت ہفتگانہ دکھائی دیتے ہیں۔یہ الوان متنوعۂ سبعہ حجاب ہیں۔یعنی جب لطیفۂ قالبی والے کو سیر کے دوران ظلمت محض دکھائی دیتا ہے اور سالک کے صفات ذمیمہ اس کے حال کی ضعف وقوت کی صورت میں نظر آتا ہے۔کبھی کبھی انوار دائیں، بائیں اور سامنے دکھائی دیتے ہیں۔جیسے نور چراغ اور نور وضو وغیرہ۔اس کو کبھی سر کے اوپر نظر آتا ہے، آخر کار اسے ظلوت تاریک بغیر کسی ظاہری روشنی کے روشن نظر آتا ہے۔بعد ازاں وہ لطیفۂ نفسی میں آسمان کو بادل سے بھرا دیکھتا ہے۔باد عنایت کے طفیل یہ بادل تتر بتر ہو جاتے ہیں اور آسمان صاف ہو جاتا ہے۔جب بیس ہزار حجاب سے سالک گذر جاتا ہے بعد میں وہ جن، کافر اور مسلمان کو دور کرتا ہے۔اس کے نفس کو حیات ذکر (ذکر کی زندگی) مل جاتی ہے۔اس مرحلے میں اسے تمام عالم کو اپنے ساتھ وجد میں دکھائی دیتا ہے۔اس کو رنگ عقیق میں چاروں طرف بلا کیف ومکان نور نظر آتا ہے۔لطیفہ چہارم کا نام لطیفۂ سری ہے۔جیسا کہ لطیفۂ سوم کو قلبی کہتے ہیں۔اسی لطیفہ میں نور سفید پیدا ہوتا ہے۔وہ نور سرخ پر حاوی ہو جاتا ہے۔پھر وہ نور زرد رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ جو تمام مذکورہ انوار پر محیط ہو جاتا ہے۔اس مرحلے کو لطیفۂ روحی کہتے ہیں۔اس کے بعد ہیبت ناک نور سیاہ ظاہر ہوتا ہے۔یہ آخری نور اور آخری لطیفہ ہے جو دل تکوین میں آجاتا ہے۔پھر نور تمکین ظاہر ہوتا ہے۔ اسی کو لطیفۂ حقی بھی کہتے ہیں۔اسے نور الٰہی اور حقائق مقوم بھی کہتے

ہیں۔ (ایضاً ۳۲۷۔۳۲۶)

اسی طرح اس عقیدے اور نظریے میں مقام تلوین، مقام تکوین اور مقام تمکین کو دیکھتے ہیں۔ جو شیخ نجم الدین کبری کے نظریے کا علمبردار ہے۔

سمنانی العروۃ میں ریاضات ومجاہدات کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ سلوک وارشاد کے فوائد ہیں، چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:

جب بغداد سے واپس آیا اور شیخ کے اشارے کے تحت سلوک کرنے لگا، ان سے مجھے بے حد فائدہ پہنچا، جتنا ارشاد وسلوک از خود میں نے کیا تھا ان سے اتنا فائدہ نہیں پہنچا تھا، ان ارشاد وسلوک کا دوسرا فائدہ یہ تھا کہ:

مجھے اس معنی کی اطلاع ملی کہ آدمی غیب وشہادت کا مجموعہ ہے۔ یعنی عالم کبیر (دنیا) میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کی مثل اس کے اندر حقیقۃً موجود نہ ہو۔ از روئے معنی انسان عالم کبیر پر محیط ہے۔ تیسرا فائدہ واقعات کی تحقیق ہے۔ (ایضاً ص ۳۲۵۔۳۲۴)

العروہ میں ایک اور جگہ خلوت اور اس کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں۔ یہ ریاضت خلوت عارفانہ سے متعلق ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

بندگانِ مخلص وہ لوگ ہیں جو اس لئے خلوت میں آتے ہیں۔ تاکہ تخلیہ میں حق تعالیٰ سے انس ومحبت درست ہو جائیں۔ لوگوں کے ساتھ میل جول کی وحشت دور ہوں اور ظاہری وباطنی تعلقات اور ۔۔۔۔ دور ہو جائیں۔ معرفت عیب نفس سے متعلق آنکھیں کھل جائیں۔ شیطانی فریب کو پا جائیں اور ہر ایک کے ساتھ نفس، شیطان اور خواہشات دنیا کی کمین گاہوں کو سمجھ جائیں اور ان سب کو امر الٰہی کی تعمیل کے ذریعے مسخر کریں۔ (ایضاً ص ۳۲۵)

دلِ عارف تیرے فکر وغم میں پرسکون ہے۔ نجم الدین رازی مرصاد العباد میں فریاد کناں ہے کہ محبت اور محنت یکجا کیسے؟ اور محبت اور خوشی آپس میں بے گانہ ہیں۔ شیخ عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ: محبت نے دروازہ کھٹکھٹایا تو محنت نے جواب دیا کہ میں اس کا غلام ہوں جس نے مجھے پانی دیا۔ (مرصاد العباد ص ۴۵)

حافظ اس سے زیادہ مست اور نعرہ زن ہے ؎

دیگران قرعہ ای قسمت ہمہ عیش زدند

دل دیوانہ ای ما بود کہ ہم بر غم زد

(دیوان حافظ ص ۲۰۲)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ؎

روز وشب خوابم نمی آید بہ چشم غم پرست

بس کہ در بیماری ہجر تو گریانم چو شمع

(دیوان حافظ ص ۲۹۷)

شیخ سمنانی بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں کہ غم واندوہ اور محنت کے ذریعے سالک مقام تجرید وتفرید اور روحانی انتہائی مقام تک رسائی حاصل کر سکتا ہے لکھتے ہیں کہ:

''تم نے جان لیا کہ جب تک کسی کے لئے عالم غیب سے جذبہ اور تنبیہ نہیں آیا خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوا، توفیق، توبہ وانابت نہیں پایا جس آدمی نے ترک دنیا نہیں کیا مقام تجرید وتفرید نہیں ملا اور طاعت وذکر کا ذوق نہیں پایا، جو مجرد نہیں ہوا، اس نے اپنے دل میں ذکر اور تصرف کا ذوق نہیں چکھا اور دولت تقرب کو نہیں پہنچا، جس کی بدولت وہ غیر کے ملاحظہ میں منفرد ہو جائے اور سالکین وواصلین پر بازی لے جائے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ ہلکے پھلکے نجات پاتے ہیں اور بھاری وبوجھل ڈوب جاتے ہیں پس جو ہلکا پھلکا نہ ہو، وہ اس بار امانت کو نہیں اٹھا سکتا، جس کے اٹھانے سے اہل زمین وآسمان عاجز ہیں۔ ''جمال حضرت ذوالجلال کو اس امانت کے بغیر کوئی نہیں دیکھ سکتا جو شخص اس امانت کا امین ہوتا ہے، وہی فرد ورجال کے نام سے معروف ہے۔''

(ایضاً ص ۲۵۴)

☆☆☆☆☆

دینیات

صبر کے دینی و دنیوی فوائد

وقار حسین انصاری تلسوی

الحمدللّٰہ وکفی والسلام علیٰ عبادہ الذین الصطفیٰ۔

اما بعد صبر سے مراد اپنے نفس کو جزع فزع کرنے، ناراضگی کا اظہار کرنے، زبان کو حرف شکایت ادا کرنے سے روکنے، بدن کو الجھن اور پریشانی میں مبتلا ہونے سے بچانا ہے۔ صبر کرنے والوں کے لیے اللہ خوشخبری سناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ. الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَاللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ. (الحج ۳۵،۳۴)

ترجمہ: اُن عجز وانکساری کرنے والوں کو خوشخبری دیجیے جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دہل جاتے ہیں۔ اور جب انہیں کوئی مصیبت پہنچ جائے تو صبر کرتے ہیں۔

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اللہ اپنے صبر کرنے والے بندوں کو اُس کا اجر دینے کے بابت قرآن مجید میں یوں ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ. (سورۃ الزمر: ۱۰)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: فما یبرح البلاء بالعبد حتّٰی یترکہ یمشی علی الارض وما علیہ من خطیۃ۔ (ترمذی ۲۳۹۸ ابن ماجہ ۱۰۲۳)

آزمائشیں مومن بندے کو پریشان کیے رکھتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں زمین پر چلتا پھرتا ہے اور اس پر کوئی گناہ ہی نہیں ہوتا۔

نبی کریمؐ بحیثیت انسان غم اور فکر کے وقت خاموشی سے رونے اور غمگین ہونے کو انسان کا فطری عمل گردانتے ہوئے فرماتے ہیں۔ تدمع العین والقلب یحزن القلب ولا نقول الا ما یرضی الرب۔ (بخاری)

آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہوجاتا ہے۔ ایسے موقع پر ہم رب تعالیٰ کی خوشنودی والی باتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں کہتے۔

نبی کریمؐ نے امت کو مصیبت کے وقت صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے اور یہ دعا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

اناللّٰہ و انا الیہ راجعون، اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منھا۔ (مسلم شریف)

ہم اللہ کے لیے ہیں اور بلا شبہ انہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے ہمارے رب مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کے بدلے

مجھے اس سے بہتری عطا فرما۔

مصیبت کے وقت صبر کرکے جنت حاصل کرنے کا بہترین موقع جزع فزع اور خلاف شرع آہ وبکا کرکے گنوانا بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں۔ ارشاد خداوندی ہے کہ: اُولٰٓئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا۔

جو لوگ صبر پر قائم رہتے ہیں انہیں ان کا اجر جنت میں بالا خانوں کی صورت ادا کی جائیگی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ. (سورۃ البقرۃ۔۱۵۵)

اور ہم تمہاری آزمائش ضرور کریں گے۔ خوف کے ذریعے، بھوک کے ذریعے اور جان ومال اور پیداوار میں نقصان کی صورت میں۔ اورصبر کرنے والوں کو خوشخبری دیجیے۔

یہ آزمائشیں کسی عزیز کی وفات کی صورت میں لاحق ہوں، دشمن کے خوف کی صورت میں ہوں، یا قحط کی صورت میں بھوک اور پیاس کے کٹھن مراحل ہوں، یا میوہ جات میں نقصان کی وجہ سے کاروبار میں خسارے کی صورت میں ہوں، ان تمام مراحل میں صبر کا دامن تھامے رکھنا ہی مومن کی شان ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّھِمْ وَ رَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْن. (سورۃ البقرۃ)

مذکورہ مصائب کے موقعوں پر صبر کرنے والوں کے لیے ان کے رب کی طرف سے نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی مصیبت جزع وفزع اور بےصبری سے ٹل نہیں سکتی، کسی عزیز کی موت حیات میں نہیں بدل سکتی، نہ کسی دشمن کا پیدا کردہ خوف رونے پیٹنے سے ختم ہوگا اور نہ مال ومتاع کا ضیاع سینہ کوبی اور چہرہ نوچنے سے رُک سکتا ہے۔ ایسے تمام حالات میں صرف اورصرف صبر اورشکر انسان کو مستحکم رکھ سکتا ہے اور یہی کام اللہ کے ہاں بھی باعث جزا ہے۔ اور یہی لوگ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ. کے اصل مصداق ہوں گے۔ اس آیت کی تفسیر میں حافظ صلاح الدین یوسف صاحب فرماتے ہیں۔ ایمان اور تقویٰ کی راہ میں مشکلات بھی ناگزیر اور شہوات ولذات نفس کی قربانی بھی۔ جس کے لیے صبر کی ضرورت ہے۔ اس لیے صابرین کی فضیلت بھی بیان کردی گئی ہے کہ ان کو ان کے صبر کے بدلے میں اس طرح پورا پورا اجر دیا جائے گا کہ اسے حساب کے پیمانوں سے ناپنا ممکن ہی نہیں ہوگا۔ یعنی ان کا اجر لامتناہی ہوگا۔ لہٰذا بحیثیت مسلمان ہم سب کو مصیبتوں کے لیے تیار اور مستعد رہنا چاہیے۔ کیونکہ دنیا میں ہر طرح کی مصیبتوں میں ثابت قدم رہنے کی عادت پڑ جائے اور آخرت میں اپنے رب سے اجر عظیم حاصل کرنے کی خوشی بھی رہے اسی صورت میں ہی بندہ مومن سعادت دارین کا حقدار قرار پاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دامانِ خیال

خود احتسابی

ایڈوکیٹ ضامن علی کھرکوی

کچھ الفاظ انتہائی مانوس قسم کے ہوتے ہیں۔ ہر کوئی ان الفاظ سے واقف ہوتا ہے ہر کسی کی نظر سے روز گزرتے ہیں اور کان بھی روزانہ کئی دفعہ مختلف لوگوں سے اس کے سننے کے عادی ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی کسی نے ٹھہر کر، رُک کر ان پر غور کرنے، سوچنے، سمجھنے اور اگر سمجھ آئے تو خود پر آزمانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ انہی میں سے ایک لفظ ''خود احتسابی'' ہے۔

اس لفظ کی عملی اہمیت کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کی آرزو کافی عرصے سے دل میں مچل رہی تھی۔ آج اس خواہش کو ہر دلعزیز رسالہ 'نوائے صوفیہ' کے توسط سے پوری کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ مضمون کو سرسری پڑھ کر ذہن سے محو نہ کریں بلکہ اسے عملی زندگی میں خود پر لاگو کرنے کی کوشش کریں۔

خود احتسابی کا مطلب یہ ہے کہ اپنا احتساب کرنا، یا محاسبہ کرنا۔ یعنی اپنے افعال واعمال واقوال کی خود کڑی نگرانی کرنا۔ بُرے افعال سرانجام دینے کی بھرپور قوت کے باوجود اپنے نفس کو قابو کرنا۔ اپنا محتسب خود بننے کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ بندہ خود اپنی موجودہ صورت حال پر غور کرے۔ اپنے اندر جھانک کر خود کو جھنجھوڑے اور خود سے سوالات کرے۔ کہ آیا کہ اب تک میں نے زندگی کا جو حصہ گزارا ہے وہ قرآن وسنت کے اُصولوں کے مطابق گزارنے کی کوشش کی؟ آیا کہ میرے افعال واعمال سے بنی نوع انسان کو کوئی فائدہ پہنچ رہا ہے؟ آیا کہ میرا بے قابو اور سرکش نفس کسی کے لطیف جذبات واحساسات کو روندھ تو نہیں رہا؟ اگر کسی انسان کے دل ودماغ میں زندگی کے کسی موڑ پر بھی اس طرح کے سوالات جنم لینا شروع کردیں تو سمجھ لیں کہ ابھی اس کا ضمیر زندہ ہے انسان کا ضمیر اُس وقت مردہ ہو جاتا ہے جب وہ گناہ پر گناہ کرتا جائے۔

حضرت علیؓ کا قول مبارک ہے۔ کہ انسان کا دل صاف وشفاف آئینے کی مانند ہوتا ہے۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس پر چھوٹا سا دھبہ پڑ جاتا ہے۔ انسان اُس گناہ سے تائب ہو کر فوراً توبہ کرے تو وہ دھبہ اُسی وقت دھل جاتا ہے۔ لیکن توبہ کرنے کے بجائے اُس گناہ پر اصرار کرے تو معمولی سا دھبہ پھیل کر پورے دل کو زنگ آلود کر دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اُس کا دل پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے۔ ایسا انسان بالکل بے حس ہو جاتا ہے اور خود احتسابی کا عمل ایسے انسان میں ناپید ہو جاتا ہے۔ ایسا انسان پھر گناہ پر گناہ کیے جاتا ہے۔ اُس کے سامنے صغائر اور کبائر گناہ کا کوئی فرق نہیں رہتا۔ لیکن خود احتسابی کا جذبہ اگر موجود ہو تو پھر وہ ہر اُس چیز سے اپنے نفس کو روک لیتا ہے جس سے اللہ اور اللہ کے بندوں کے حقوق متاثر ہوں۔ ایک اچھا اور کامل انسان اپنے اندر خود احتسابی کے جذبے کو پروان چڑھاتا ہے اور جب تک جسم میں زندگی کی رمق باقی ہو اپنے نفس کا کڑا احتساب جاری رکھتا ہے۔ خود احتسابی کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔

ا۔ افعال واعمال میں خود احتسابی:

افعال واعمال میں خود احتسابی کا مطلب ہے کوئی بھی فعل یا عمل کرنے سے پہلے دیکھیں کہ آیا جو فعل وعمل جو اُس سے سرزد ہو رہا ہے کیا اُس کا شرعاً کوئی جواز ہے؟ آیا اُس فعل سے کسی کو ضرر تو نہیں پہنچتا؟ آیا اُس فعل سے کسی کی دل آزاری تو نہیں ہو رہی؟ آیا اُس فعل

سے معاشرے میں بگاڑ تو نہیں پیدا ہوتا؟ آیا وہ فعل ملک وقوم کے لیے نقصان دہ تو نہیں؟

بدقسمتی سے آج کل ہمارا معاشرہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کو گناہ تسلیم نہیں کرتا۔ اور اُن گناہوں کا ارتکاب اس انداز سے کرتے ہیں جیسے نعوذباللہ، اللہ کی طرف سے کھلی چھٹی ملی ہوئی ہو۔آج ہم کسی دوکان پر روزمرہ استعمال کی اشیاء خریدنے جائیں تو کھانے پینے کی چیزیں بغیر پوچھے منہ میں ٹھونس دیتے ہیں۔تندور پر روٹی لینے جائیں تو روٹی کی تعداد کی حساب سے کم پیسے پکڑا دیتے ہیں۔کسی ڈرائی فروٹ کی دوکان پر جائیں تو ناپ تول سے پہلے مونگ پھلی، بادام، چنے، کشمش اور خوبانی کے کئی کئی دانے ہڑپ کر جاتے ہیں۔ پبلک ٹرانسپورٹ پر سفر کرتے ہوئے کنڈیکٹر اگر کرایہ لینا بھول جائے تو یاد دلانا تو در کنار ایسے بیٹھ جاتے ہیں جیسے سب سے پہلے کرایہ ہم نے ادا کردیا ہو۔الغرض زندگی کے ہر موڑ پر جب بھی کسی کو چکمہ دینے کا موقع آئے تو ہم اسے اپنا حق سمجھ کر بڑے فخرو ناز سے چکمہ دے ڈالتے ہیں اور اس پر ذرا بھر ندامت نہیں ہوتی۔روزمرہ ہم سے وقوع پذیر ہونے والی وہ چھوٹی چھوٹی مثالیں ہیں جنہیں ہم نظرانداز کرتے جائیں تو ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ جب قتل و غارت گری، چوری، ڈکیتی، رہزنی اور لوٹ مار سے بھی نہیں کترائیں گے۔ دراصل یہ سب افعال رزیلہ ہمارے اندر خود احتسابی کے فقدان کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

۲۔ اقوال میں خود احتسابی:

اقوال میں خود احتسابی کا مطلب ہے کہ کوئی بھی بات کہنے سے پہلے دس دفعہ سوچنا۔یعنی پہلے تولنا پھر بولنا۔ایسی بات کہنے یا کہلوانے سے اجتناب کرنا جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔کسی کے نقصان کا احتمال ہو۔کسی کی عزت نفس، شخصیت اور شہرت پر حرف آتا ہو۔یہی وجہ ہے کہ آج ہم سے سکون اور راحت چھین چکی ہے۔ ذہنی انتشار اور قلبی انتشار کا شکار ہیں۔ نہ خود اپنی زندگی سے خوش و مطمئن ہیں اور نہ دوسروں کو خوش وآسودہ حال دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہماری زبان و بیان سے ہمارے اپنے محفوظ نہیں۔ ہر فرقہ دوسرے پر کافر وزندیق و منافق کا فتویٰ صادر کرتے ہوئے ذرا بھی تامل نہیں کرتا۔ حالانکہ اسلام اور صوفیاء کرام کی تعلیمات اس چیز کی اجازت نہیں دیتے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اقوال وافعال کے ذریعے انتہائی سنگدل اور شقی القلب انسانوں کے دلوں کو موم کی طرح پگھلا دیا اور ہمارے صوفیائے کرام نے اپنی خوش اخلاقی اور نرم گفتاری کے ذریعے لاکھوں لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا ہے۔آج ہم ان عظیم ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے کی بجائے مخالف سمت میں چل رہے ہیں آج ہم لوگوں کو اپنے دائرے میں لانے کی بجائے دائرے سے خارج کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔آخر ان سب چیزوں کی وجوہات کیا ہیں؟ اس لیے کہ ہم نے اپنے اقوال میں احتساب کرنا چھوڑ دیا ہے۔ہم جو منہ پر آئے کہہ دیتے ہیں۔ ذرا ٹھہر کے سوچنے کی زحمت نہیں کرتے ہم اپنے نفس اور انا کے غلام بن چکے ہیں۔ہم میں ایثار و قربانی کے جذبہ ناپید ہو چکا ہے۔

۳۔ سوچ میں خود احتسابی:

سوچ میں خود احتسابی کا مطلب اپنی افکار و اذہان کو خیالات فاسدہ سے پاک رکھنا۔کسی بھی کام کے ارادے سے پہلے سوچ بچار کرنا۔ اُس کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر غور کرنا۔ اگر اُس کام یا ارادے سے منفی پہلو اجاگر ہوتا ہو تو اُس کام کے ارادے کو فوراً ترک کردینا۔ اپنی سوچ کو مثبت رکھنا، ہر ایک کے لیے نیک خیالات و جذبات کا رکھنا۔کسی کے ساتھ بھلا ہوجائے تو دل سے خوش ہوجانا اور اگر کسی کے ساتھ بُرا ہوجائے تو اظہار ہمدردی کرنا یہ سب چیزیں سوچ و فکر میں خود احتسابی ہیں۔

اگر ہم اپنی سوچ وفکر میں احتساب کا مادہ پیدا کریں تو اقوال وافعال واعمال میں خود احتسابی خودبخود پیدا ہوجائے گی۔تمام برائیوں کی اصل جڑ سوچ میں خود احتسابی کا فقدان ہے۔اگر بندے کی سوچ ٹھیک ہوجائے تو باقی تمام اعضاء و جوارح سوچ ہی کے تابع ہیں۔اگر

(باقی صفحہ نمبر 37 پر)

غنچہ ہائے نو شگفتہ

قوم مذہب سے ہے
مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

محمد الیاس ساحلؔ، کراچی

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال فرماتے ہیں کہ قوم کی شناخت مذہب سے ہوتا ہے دنیا کے کسی بھی کونے، قریے، وادی، یا بستی میں جو قومیں رہتی ہیں ان کی شناخت مذہب سے کی جاتی ہے۔ اگر کسی قوم کے اندر مذہب نہ ہو تو وہ قوم نہیں کہلوا سکتی۔ اب سوال یہ ہے کہ مذہب کسے کہتے ہیں؟ مذہب کو رسم ورواج کے معانی میں استعمال کر سکتے ہیں اور کسی بھی قوم کے قاعدے، قانون کو بھی مذہب کہا جا سکتا ہے۔ گویا جس طرح ہر معاشرے اور قوم کے الگ الگ رسم و رواج ہوتے ہیں اسی طرح علاقہ، ملک، ممالک یہاں تک کہ دنیا کے تمام انسان جو کسی بھی علاقے میں بستے ہوں، ان کی پہچان مذہب سے ہوتی ہے اور اسی رسوم ورواج پر عمل کرنے والے قوم کہلاتی ہیں۔

قوم کی تعریف مفکرین مغرب کی نظر میں:

لارڈ براکس کے خیال میں قوم ایک ایسی قومیت کا نام ہے جس نے خود کو ایک سیاسی جمعیت کی حیثیت سے منظم کیا ہو جو آزاد ہو یا آزادی کا خواہشمند ہو۔

ڈاکٹر گارنر کے مطابق ثقافتی طور پر یکساں معاشرتی گروہ کا نام ہے۔ جسے اپنی نفسی زندگیوں اور اس کے اظہار کا شعور بھی ہوتا ہے اور وہ اسے تحفظ سے قائم رکھنا بھی چاہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے مذہب کا ایک معنی شناخت کے آتے ہیں یعنی وہ قاعدے یا قانون جس کے ذریعے کسی قوم کی شناخت کی جا سکے مذہب کہلاتا ہے اگر کوئی فرد اس قانون جس کے ذریعے کسی قوم کی شناخت کی جا سکے مذہب کہلاتا ہے اگر کوئی فرد اس قانون کی خلاف ورزی کر کے دخل اندازی کرے تو اس شخص کا کوئی مذہب نہیں ہوتا گویا اس شخص یا گروہ کا وجود آہستہ آہستہ مٹنے لگتا ہے۔ لہٰذا وہ شخص یا گروہ بظاہر زندہ ہے مگر حقیقت میں وہ مر چکا ہوتا ہے اور ان کی حقیقت یہ ہے کہ وہ زندوں کے درمیان چلتی پھرتی لاش کی مانند ہے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ جذب باہم یعنی باہمی ارتباط، میل جول، پیار ومحبت اگر یہ چیزیں بھی کسی قوم میں موجود نہ ہو، تو اسے بھی قوم کہلانے کا حق نہیں ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا اور کسی بھی انسان کو دوسرے کی خوبصورتی کی بنا پر، شکل وصورت کی بنا پر، نسل کی بنا پر، ذات کی بنا پر، سادات ہونے کی بنا پر، سید ہونے کی بنا پر فوقیت نہیں دی۔ اے انسان! ایسی فوقیت اور برتری کچھ بھی نہیں ہے۔ بلکہ ان تمام چیزوں کو رد کر کے قرآن نے واضح ارشاد فرمایا: ”اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ“ ترجمہ: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو متقی ہے۔

گویا جذب باہم کے لیے سب سے اہم چیز محبت ہے، اتفاق ہے، یکجہتی ہے۔ اللہ رب العزت نے انسان کے اندر لاتعداد صلاحیتیں رکھی ہوئی ہیں۔ جب انسان اپنی باطنی آنکھوں سے، بصیرت کی آنکھوں سے دیکھے تو انسان کے اندر ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر

آتا ہے۔ بلکہ ایک ایسا سمندر جو دنیا کے سمندروں کو پی جاتا ہے۔ جسے اقبال بحرآشام کہتے ہیں۔(یعنی سمندروں کو پی جانے والا) حقیقت کی طرف آنے سے پہلے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس معاملے میں ہم کتنے پیچھے ہیں۔لہذا ہمیں آگے بڑھنے کے لیے بصیرت کی ضرورت ہے نہ کہ بصارت کی دنیا کے اندر جتنے بھی مسلمان فرقے ہیں ان تمام فرقوں کا ایک تشخص ہوتا ہے، جس کے ذریعے پہچانا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح ہمارے پاک مسلک کے بھی پہچان ہے وہ ہے''تصوف'' اور مسلمانوں کی بڑی تعداد اس بات پر متفق ہے کہ تصوف وہ راستہ ہے جسے حضرت علی المرتضیٰؑ نے چن لیا، وہ راستہ جس کا حسین ابن علیؑ نے انتخاب کیا۔ایک شاعر نے کیا خوب فرمایا۔ ؎

تصوف تو حسین ابن علی جیسوں کا مذہب ہے
عمل مشکل مگر کہنا بہت آسان ہے صوفی

لہذا اس راستے پر چلنے والے صوفیہ کہلاتے ہیں۔اب یقین ہوا کہ مذہب ہمارا صوفیہ ہے۔ جس کا ثبوت حضرت میر سید محمد نوربخش موسوی قہستانی اور شاہ ہمدان حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی اکثر تصانیف سے ملتا ہے ۔مگر بدقسمتی ہماری یہ ہے کہ ہم نے ان کے منتخب کردہ مذہب کے اندر اپنے ذاتی مفادات کی غرض سے پیوندکاری شروع کردی۔نتیجہ یہ نکلا کہ قوم کی شناخت مذہب ہوا کرتی تھی ۔ مذہب میں پیوندکاری کی تو وہ قوم سے خارج ہوگئے۔اقبال فرماتے ہیں کہ وہ قوم سے الگ نہیں ہوئے بلکہ اس نے اپنی شناخت بھی کھودی۔ جب اپنی شناخت کوئی کھودیتا ہے تو پھر وہ مفادات کے پیچھے ہاتھ دھوکے پڑجاتا ہے۔کسی اور کا غلام بن جاتا ہے۔دین کے اندر وہ شخص زہر گھول دیتا ہے، رخنہ ڈالتا ہے، گویا وہ شخص دین اور مذہب دونوں کا دشمن بن جاتا ہے۔لہذا میں واضح کرتا چلوں کہ اقبال نے مذہب سے مراد ''اسلام'' لیا ہے۔دنیا میں مسلمان ایک الگ قوم ہے اور ان کے رسوم ورواج تعلقات گویا زندگی گزارنے کا ہر پہلو غیر مسلموں سے یکسر مختلف ہے۔ اسلام وہ واحد دین ہے جو خدا کی وحدانیت کی گواہی کے ساتھ ساتھ محمد مصطفیٰؐ کی رسالت کی بھی گواہی دیتا ہے۔گویا وہ ایک مذہب ہے ایک قوم ہے۔لہذا اس قوم کو ان مسلمانوں کو اختلاف سے دور رہنے اور متحد رہنے کے لیے خالص دین کو پوری دنیا میں عام کردیا۔لہذا حضرت شاہ سید محمد نوربخش موسوی قہستانی فرماتے ہیں''**وکافۃ اہل عالم**'' (فقہ الاحوط) یہ تمام عالم کے لیے کافی ہے۔رب العزت بھی قرآن پاک میں فرماتے ہیں''ترجمہ: رمضان وہ مہینہ ہے جس میں ہم نے قرآن نازل کیا، لوگوں کو ہدایت کے لیے اور اس (قرآن) میں ہدایت کی روشنی ہے اور حق وباطل میں فرق کرنے والی (روشنی)۔''

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کتاب مشجر الاولیا میں اپنے مذہب کو یوں بیان فرمایا''**مذہب صوفیه هذا صراط المستقیم**'' ترجمہ: یقیناً مذہب صوفیہ صراط المستقیم پر ہے۔لہذا معلوم ہوا کہ جو کوئی بھی تصوف سے ہٹ گیا وہ تصوف سے دور ہوگیا۔ یقیناً وہ راستہ جسے حضرت علی المرتضیٰؑ نے چن لیا، وہ راستہ جسے حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ نے اختیار کیا، وہ راستہ جسے ہمارے بزرگان دین نے اختیار کیا، کچھ لوگوں نے اس راستے کی شاخ نکالی،سوچنے کا مقام ہے کہ ہمارے فروعات وعقائد ایک ہونے کے باوجود ہم اختلافات کی زد میں کیوں ہیں؟ صرف اس لئے کہ ہم نے اپنے بزرگان دین کے راستے کو چھوڑ کر اپنا الگ راستہ بنالیا، ہم نے متقی اور ریاضت کرنے والوں کو چھوڑ کر وراثت اپنالیا، چلہ کشی اور اعتکاف کرنے والوں کے خلاف آواز بلند کی اور باطنی علوم کو چھوڑ کر ظاہری علوم پر توجہ کی اور اس علم کو ہم نے حقیر سمجھا۔

اس چمن میں کب اے ساحل بلبلیں آباد ہوں
داغ گلشن میں نمایاں میرے نالے ہو گئے

☆☆☆☆☆

اصلاحات

میوزک روح کی غذا یا ایمان کی تباہی؟

مولانا محمد ابراھیم ربانی

میوزک کو جتنا دماغی اور روحانی سکون کا باعث سمجھا جاتا یہ اُس سے کہیں زیادہ نقصان دہ چیز ہے۔ دورِ جدید میں میوزک اتنا عام ہو چکا ہے کہ اس کے بغیر زندگی کا رنگ بے رنگ سمجھا جاتا ہے۔ جدت پسندوں کے ہاں یہ عفریت روزمرہ کے ضروری عناصر میں شامل ہے۔ اور من گھڑت تاویلیں گھڑنے والے اسے روح کی غذا کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ میوزک مختلف ادوار سے گزر کر آج کس حد تک خطرناک ہو چکا ہے اس کی تحقیق تفصیل کچھ یوں ہے۔

انسانی دماغ کے اسرار:

انسانی دماغ اللہ کی قدرت کا شاہکار ہے۔ یہ اتنا پیچیدہ ہے کہ دنیا کے مختلف حصوں میں بیٹھے ہزاروں ڈاکٹرز اس چھوٹی سی چیز پر دن رات ریسرچ کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دماغ کے صرف پندرہ فیصد حصے تک رسائی ہو پائی ہے۔ اور باقی پچاسی فیصدی حصے تک رسائی نہیں ہو سکی ہے۔ انسانی دماغ ایک سیکنڈ میں جسم کو ایک لاکھ پیغامات بھیجتا ہے اور ایک لاکھ پیغامات پھر اسی کو واپس ہوتے ہیں۔ اسی طرح دماغ پورے جسم کو کنٹرول کرتا ہے۔ حالانکہ ہم تو صرف اپنے ہاتھ، منہ اور آنکھ سے صرف چند ہی سگنل بھیجتے ہیں۔ باقی سب ایک خود کار سسٹم کے تحت دماغ کے کنٹرول میں رہتا ہے۔ اور یوں پیغامات کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ چنانچہ ہمارا دماغ ہماری سوچ سے بھی زیادہ انفارمیشن اپنے اندر سٹور رکھتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کسی کی تصویر بناتا ہے۔ تصویر میں سبجیکٹ کے علاوہ بھی بیک گراونڈ میں لاتعداد چیزیں کیمرا ریکارڈ کر لیتا ہے، بالکل اسی طرح جب ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو ہمارا دھیان کسی ایک خاص چیز پر ہوتا ہے۔ لیکن ہمارا دماغ بیک وقت بہت ساری چیزوں کی معلومات حاصل کر لیتا ہے۔ انہی چیزوں کو سامنے رکھ کر سائنس دانوں نے ہمارے دماغ تک رسائی کے لیے تحقیق شروع کر دی۔ کمپیوٹر کے ایجاد نے اس کام کو آسان بنا دیا۔ جس طرح Input آلات کے ذریعے کمپیوٹر کو مواد فراہم کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دماغ کے اندر بھی مختلف ذرائع سے Input دیا جا سکتا ہے۔ جیسے کسی نے نشہ آور چیز کھائی تو اس کا اثر فوراً اس کے دماغ تک پہنچ جاتا ہے۔ سائنسدانوں نے بھی اسی طریقے کو استعمال کرتے ہوئے دماغ تک پیغام پہنچانے کا راستہ ڈھونڈ لیا۔

سائنسی تحقیق کا پس منظر:

انگلینڈ کے ایک سائنس دان نے ایک ایسی خوشبو تیار کی کہ جسے کوئی مرد استعمال کرتا اور عورت سونگھ لیتی تو اس عورت کو جنسی ہیجان انگیزی آگھیرتی ہے۔ لیکن اگر وہ خوشبو عورت استعمال کرتی تو مرد اسی کیفیت کا شکار ہو جاتا۔ انہی تجربات کی روشنی میں ایک جرمن سائنسدان نے ایک ایسی خوشبو بنائی کہ جو اسے سونگھ لیتا اس کا دل چاہتا کہ وہ ساری دنیا کو خرید لے۔

جرمنی کے بڑے بڑے سٹورز میں اس کا تجربہ کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو بندہ پانچ ڈالر خرچ کرنے کی نیت سے آجاتا اُس کا خریداری سے جی نہیں بھرتا یہاں تک کہ ڈالر ختم ہو جاتے تو کریڈٹ کارڈ سے خریداری شروع ہو جاتی۔ ان تجربات سے سائنسدان اس نتیجے پر پہنچے کہ انسانی دماغ برقی لہروں پر کام کرتا ہے۔ اب انہوں نے

سوچا کہ ہم کوئی خفیہ پیغام انسان کے دماغ تک اپنی مرضی کے مطابق پہنچانے کے لیے کوئی راستہ ڈھونڈیں۔

بیگ ٹریک سسٹم:

اب سائنسدانوں نے سوچا کہ انسان دن بھر جو میوزک سنتا ہے وہ برقی لہروں میں تبدیل ہو کر انسان کے دماغ تک پہنچتا ہے۔ چنانچہ انگلینڈ کے ایک سائنس دان نے ایسی لہریں ایجاد کیں جو میوزک میں ڈھل کر جب انسانی دماغ کو چھوتی ہیں تو انسان بے اختیار ناچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس تجربے نے سائنسدانوں کو اس قابل بنایا کہ انہوں نے ایک ایسا سسٹم ایجاد کر لیا جسے بیگ ٹریک سسٹم کہا جاتا ہے۔ اس سسٹم کے تحت آواز ایک الیکٹریکل میسیجنگ سسٹم میں تبدیل ہو کر انسانی دماغ پر کئی اثرات مرتب کرتی ہے۔

بیگ ٹریک سسٹم کے اثرات:

چنانچہ ایک گویے کے ذریعے جس کی آواز کو لوگ پسند کرتے تھے۔ ایک گانا تیار کروایا گیا۔ اور اس گانے کے میوزک کیساتھ ایک پیغام بھیجا۔kill your mom اسے کچھ لوگوں نے سنا۔ اور انہیں پسند آ گیا۔ اور بار بار سنا۔ پھر سائنسدانوں نے دیکھا کہ ان کے اندر ماں کے بارے میں ایسا غصہ آتا یہاں تک کہ ماں کو قتل کرنے تک کا ارادہ کر لیتے۔ پھر انہوں نے اس گویے کے ذریعے ایک اور گانا تیار کیا۔ اور اس پر پیغام دیا کہ hate your dad اس گانے کو بھی بار بار سنوایا گیا اور بار بار سننے والوں کے دل میں اپنے باپ کے بارے میں نفرت کے جذبات نوٹ کیے گئے۔ جب سائنسدان ان تجربات میں کامیاب ہوئے تو انہوں نے اس تجربے کو دین کے خلاف استعمال کرنا شروع کیا اور اسی طرح کے گانوں کو تیار کر کے مذہب اور مذہبی اقدار سے نفرت پیدا کروائی گئی۔ اور نتیجتاً لوگ دین سے بیزاری کا اظہار کرنے لگے۔

اب دورِ جدید سائنس کی انتہائی ترقی کا دور ہے اور اس ترقی میں میوزک کو بھی خوب عروج ملا اور نت نئے الیکٹرونکل آلات کے ذریعے اسے گھر گھر پہنچا دیا گیا اور اب تو موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعے عبادتوں اور سجدوں کے اندر بھی بجنے لگے ہیں۔

اب رہی کسر میڈیا پروپیگنڈاز اور منفی ایجنڈا سیٹنگز (agenda settigs) کے ذریعے اس شیطانی کلچر کو لوگوں کے ایمان کے مقابل کھڑا کر دیا گیا ہے جو کہ C.T.M یعنی culture through media کی صورت میں ہمارے سماج کا اہم جزء بن چکا ہے۔

کیا میوزک سے ایمان کو کوئی خطرہ ہے؟ آج کے اس اندھی ترقی کے دور میں اگر کوئی یہ کہہ دے کہ میوزک حرام ہے یا اس سے ہمارے ایمان خطرے میں ہے تو اُس شخص کو دقیانوسی کہا جاتا ہے۔ اور اس طرح کی باتیں کرنے والوں کو sterio types ہونے کے طعنے دیے جاتے ہیں۔ دورِ جدید کا میوزک انتہائی خباثتوں سے پُر ہے۔ ان میوزک کے کلمات انتہائی نازیبا، جنسی ہیجان انگیزی سے بھرا اور مقدس رشتوں کی پامالی پر مبنی ہیں۔ میوزک جسے روح کی غذا کہا جاتا ہے، یقیناً یہ روح کی غذا ہے مگر شیطانی روح کی غذا ہے۔ اس کے سننے سے انسان حواس باختہ ہو جاتا ہے اس کے سننے والوں اور اجتناب کرنے والوں میں یہی فرق نمایاں ہوتا ہے کہ سننے والوں کے آگے دینی اور خاندانی رشتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اور ان کی زبان فحاشی اور غلاظت کی ترجمان ہوتی ہے اور جو اس سے اجتناب برتتے ہیں یقیناً ان کے لب و قلب ذکر و فکر سے سیراب ہوتے ہیں اور چہرہ اعتماد اور روحانی خوشی اور سکون کا مظہر ہوتا ہے۔

حوالہ جات:

اسلام اور موسیقی۔ از مفتی محمد شفیع

اسلام اور موسیقی۔ مولانا شاہ محمد جعفر پھلواری

اسلام اور سائنس۔ از خان محمد چاولا

تاریخ اسلام۔ از ڈاکٹر حمید الدین

☆☆☆☆☆

پیغامات

قارئین نوائے صوفیہ کے نام اہم پیغام

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے عوام کی امنگوں کا نہ صرف واحد ترجمان ہے بلکہ احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب بھی ہے۔ ادارہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل تحقیقی اور معیاری مضامین کی عدم دستیابی، مستقل خریداروں میں کمی، واجب الادا رقم بروقت نہ بھیجنے، انتظامی امور میں غفلت اور قارئین کے عدم رائے کی وجہ سے رسالہ تاخیر کا باعث بنا ہے۔ اتحاد بین المسلمین کا نقیب، مسلک حقہ کی پہچان، تحریک صوفیہ نوربخشیہ اور ایک غیر تجارتی (Non-Commercial) رسالہ ہونے کی حیثیت سے نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کی مسلسل اشاعت اور بروقت اجراء ہم سب صاحب ذی عقل، ذی شعور اور ذی حیثیت کی ذمہ داری ہے۔ جس سے کسی کو بھی چھٹکارا حاصل نہیں۔

ادارہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے اراکین دین حقہ کی پروان اور ترقی کے لیے رسالے کی مسلسل اور بروقت اشاعت کو یقینی بنانے میں آپ کا تعاون چاہتا ہے:

مضمون نگار:

آپ کا مضمون کسی کی زندگی سنوارنے کا باعث بن سکتی ہے۔ لہٰذا عرق ریزی سے مضمون لکھ کر نوائے صوفیہ اور قوم کی خدمت کریں۔ صفحہ قرطاس پر اتاری ہوئی آپ کے موتی جیسی الفاظ تا ابد تک بنی نوع انسان کی رہنمائی اور ہدایت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ یہ ایک طرح سے صدقہ جاریہ ہے۔ جس کا اجر اس وقت تک ملتا رہے گا جب تک بنی نوع انسان کو اس تحریر سے فائدہ اور رہنمائی ملتی رہے گی۔ انشاء اللہ۔

قارئین/خریدار:

نوائے صوفیہ کے ہر شمارے کو نہ صرف خود پڑھیں بلکہ دوسروں کو بھی مستقل قاری بنائیں۔ نوائے صوفیہ کے پیغام کو دوسرے عوام الناس تک پھیلائیں۔ رسالہ اگر آپ کے علاقہ میں نہیں مل رہا تو قریب علاقہ یا شہر سے ضرور منگوائیں یا ہم سے رابطہ کریں۔ انشاء اللہ اگلے شمارے سے آپ کے علاقے میں بھی رسالہ بھیج دیا کریں گے۔ نوائے صوفیہ میں جید علمائے دین، دانشور، سکالر اور مذہبی شخصیات کے تحقیقی اور معلوماتی مضامین، اور دنیائے تصوف کی معلومات شامل ہوتی ہے جس سے آپ نہ صرف مستفید ہوں گے بلکہ دین حقہ اور موجودہ حالت کے بارے میں آگاہ رہیں گے۔

ادارہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

رپورٹر:

سبق آموز رپورٹوں سے لوگوں کی دنیوی اور اخروی زندگی کو کامیاب بنا کر نوائے صوفیہ کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اپنے ماحول اور اردگرد کے خبریں، تصوف کی خبریں اور دیگر اہم اور معلوماتی خبریں دے کر رسالہ ہٰذا کے وساطت سے انٹرنیشنل لیول پر چھاپ سکتے ہیں۔ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے لیے سوالات کے ساتھ واپسی ڈاک لفافہ بھی ساتھ بھیجیں۔

نمائندہ:

نوائے صوفیہ کی فروخت میں اضافہ، رقوم کی بروقت وصولی اور موصول شدہ رقم کو فوراً منتقل کر کے ادارہ اور دین حقہ کی خدمت کر سکتے ہیں۔ بقایا جات کا حصول نمائندہ کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ آپ کی معمولی کوشش سے رسالہ کی فروخت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ جس سے قارئین کے ساتھ ساتھ ادارہ کو بھی فائدہ ہوگا۔

علمائے دین:

نوائے صوفیہ کے لیے بہترین مشورے اور تحقیقی مضامین

دیں۔ خود رسالہ خریدیں اور دوسروں کو اس کی تاکید کریں۔ تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر کے میدان میں بھی قوم وملت کے لوگوں کی خدمت کریں۔

دانشور/سکالر/شاعر:

دانشور اور سکالر حضرات اپنی قابلیت اور خداداد صلاحیتوں سے مضامین کی صورت میں، نمائندگی کی صورت میں یا انتظامی امور میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ تحقیق کے میدان میں تحقیقی مقالہ جات بھی بھیج سکتے ہیں۔ تاکہ تمام قارئین اس سے مستفید ہو سکیں۔ نیز محققین اپنے مقالہ جات کے لیے نوائے صوفیہ کا حوالہ بھی دے سکتے ہیں۔

شاعر حضرات اپنی شاعری میں احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین کا پیغام باوساطت نوائے صوفیہ شائع کرا سکتے ہیں۔ شاعر اپنا کلام بھی بھیج سکتے ہیں جنہیں ہم حالات اور واقعات کی مطابقت سے شائع کرتے رہیں گے۔

سرکاری/پرائیویٹ عہدیدار:

نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بنیں چاہے کہیں بھی فرائض سرانجام دے رہے ہوں۔ ادارہ ہذا کے لیے مالی امداد کی ضرورت ہو یا قانونی مشاورت کی ہر وقت تیار رہیں۔

بزنس مین/ کاروباری حضرات:

اپنے کاروبار کے ساتھ ساتھ دین حقہ اور نوائے صوفیہ کی مالی حالت کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ رسالہ میں کاروباری اشتہار دے کر نہ صرف کاروبار کی تشہیر کریں بلکہ رسالہ ہذا کی مالی حالت میں مدد بھی کریں۔

طالب علم:

اپنی پاکٹ منی سے فضول کاموں پر خرچ کرنے کی بجائے نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بنیں اور اپنے دوستوں کو بھی خریدنے پر آمادہ کریں۔ معلوماتی آرٹیکل بھیج کر دوسروں کے علم میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ نوائے صوفیہ کی تقسیم کاری، نمائندگی اور دیگر وصولیات کے سلسل میں رضا کارانہ خدمات سرانجام دے سکتے ہیں۔

انجمن/ تنظیم:

اپنی انجمن اور تنظیمی خبریں، پروگریس اور رپورٹس دینے کے ساتھ ساتھ اپنی کابینہ، مشاورتی کونسل اور کمیٹی کے عہدے داروں اور ممبران پر نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کی خریداری کو بھی یقینی بنائیں۔ اپنی تنظیم اور انجمن کی سطح پر نوائے صوفیہ کی خریداری تمام ممبروں پر ضروری قرار دیں اور اسے اپنی منشور کا حصہ بنائیں۔ نیز اپنے علاقے میں رسالہ کی فروختگی کے سلسلے میں ہر ممکن کوشش کریں اور وصولیات کے حوالے سے بہتر نظام مرتب کریں۔ صدر اور جنرل سیکرٹری کا مربوط کردار نوائے صوفیہ کے لیے ایک سنگ میل کی حیثیت ہو سکتا ہے۔

ان تمام تر صورت حال کے پیش نظر نوائے صوفیہ کی خریداری میں اضافہ ہوگا اور مالی حالت بہتر ہونے میں بہت مددگار ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ تحقیقی اور معیاری مضامین کی وجہ سے رسالہ کی اہمیت میں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مزید اضافہ ہوگا۔

بلاشبہ نوائے صوفیہ کی اشاعت دین حقہ کی سالمیت اور بقا کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ اس کی مسلسل اور بروقت اشاعت ہم سب کی دینی، دنیوی اور معاشرتی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا مذہب حقہ کے ہر فرد سے خصوصاً این وائی ایف کے جوانوں سے اپیل ہے کہ نوائے صوفیہ کی بروقت اشاعت میں اپنا حصہ ضرور ڈالیے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہوگا۔

بقیہ: خود احتسابی

سوچ میں خود احتسابی پروان چڑھے تو حسد، بغض، کینہ جیسے اخلاق رزیلہ انسان سے جاتا رہے گا اور انسان کی اصل انسانیت جو اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز ہوا ہے اُسے حاصل ہو جائے گی۔ جب انسان اس درجے پر پہنچ جائے تو دنیا کو امن وسکون اور پیار ومحبت کا گہوارہ بنانے سے کوئی اور طاقت نہیں روک سکتی۔ اور ہمارا ملک ہمارا معاشرہ جنت ارضی کا منظر پیش کرنے لگے گا۔ آخر میں اس مضمون کو پڑھ کر کوئی شخص بھی خود احتسابی کی طرف مائل ہوگا اور اپنی اصلاح احوال پر گامزن ہوگا تو میں سمجھوں گا کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا۔

اخبارِ تصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

جی ایم شاہین

اشرف نور کی المناک شہادت

دنیائے تصوف کی معروف ومشہور شخصیت جناب محمد اشرف نور کی المناک شہادت کا سانحہ پیش آیا اور اللہ کے ہاں پیارے ہوگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اس دل سوز سانحے کے موقع پر انجمن صوفیہ نوربخشیہ گلگت نے ایک تعزیتی ریفرنس بلائی جس میں صدر انجمن اور اراکین انجمن نے آپ کی قومی وملی خدمات میں دیانت، جرآت اور شجاعت کا تذکرہ کرتے ہوئے تعزیتی کلمات کہے۔ملک وملت کا یہ پاسبان اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے جاں بحق ہوا جوان کی عظمت، شجاعت اور دلادری کا روشن ثبوت ہے۔آپ ایک پولیس آفیسر ہی نہیں تھے بلکہ اخلاق واخلاص، دیانت وفرض شناسی اور ایمان وعمل کا پیکر تھے۔تصوف اور روحانیت کا یہ روشن ستارہ اپنی آرزوں کے مطابق جام شہادت نوش کرنے کے ساتھ اپنے خالق حقیقی کے ساتھ جا ملے ہیں۔ان کی اس عظیم سانحہ کے موقع پر پورے خاندان اور لواحقین کے علاوہ پوری ملت کو صبر واستقلال کا دامن تھامے رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔اللہ تعالی ہم سب کو صبر جمیل اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔آمین۔

رپورٹر: نمائندہ نوائے صوفیہ، گلگت

تعزیتی اجلاس

انجمن صوفیہ نوربخشیہ گلگت کے زیر اہتمام تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔جس میں جناب انجینئر غلام حسن کھرکوی کی اسلام آباد میں اچانک وفات، جناب سید سعادت جان سابقہ میر واعظ خانقاہ کوروکی اچانک رحلت اور مخلص کارکن جناب وزیر سرینگی کی اچانک رحلت پر اظہار افسوس کیا گیا۔انجمن کے اراکین اور مقررین نے تمام مرحومین کی دینی خدمات، نیک سیرت، کردار اور شخصیت پر روشنی ڈالی۔اور ان کے اموات کو ایک المناک سانحہ قرار دیا۔مرحومین کی عظیم خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا اور ان کے بلند درجات کے لیے خصوصی دعا اور فاتحہ خوانی کی گئی۔اور ساتھ ہی لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

رپورٹر: نمائندہ نوائے صوفیہ، گلگت

اظہار تشکر

۲۶ دسمبر ۲۰۱۷ بروز بدھ کو ہماری والدہ محترمہ قضاء الٰہی سے اچانک رحلت فرما گئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔والد محترم مرحوم ومغفور کے بعد والدہ محترمہ کی دعاؤں سے ہم محروم ہو گئے۔ہم چار بھائی حاجی شکور علی انور، حاجی غلام حیدر، ابوذر علی غفاری اور غلام نبی کے علاوہ تین بہنیں پسماندگان میں شامل ہیں۔مرحومہ کی موت پر دکھ اور غم میں شریک ہوتے ہوئے ہم سے اظہار ہمدردی اور تعزیت کرتے ہوئے ہزاروں کرم فرماؤں نے اندرون اور بیرون ملک سے مرحومہ کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی، مساجد اور خانقاہوں پر اجتماعی دعائیں کی اور ہم سوگوار خاندان کے حق میں صبر واستقلال اور اچھی ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ہم خاندان کے جملہ لواحقین ان تمام کرم فرماؤں کے شکرگزار ہیں۔جنہوں نے بالواسطہ بلاواسطہ اظہار تعزیت فرمائی اور ہمارے ساتھ محبت شفقت اور ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے تعزیتی کلمات سے نوازا ان تمام لوگوں کے ہم چاروں بھائی اور سوگوار خاندان شکرگزار ہیں۔اللہ تعالی ہم سب کو اپنی اپنی موت کی تیاری کرنے اور توبہ وانابت کر کے اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رپورٹر: مولانا شکور علی انور

اعتکاف نشینی

خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ گلگت میں اعتکاف وخلوت گزینی کی پرنور محفل منعقد ہوئی۔ جس کی نگرانی قبلہ آغا سید ناصر حسین موسوی نے فرمائی۔ مولانا شکور علی انور خطیب مسجد ہذا کے علاوہ درجنوں اہل تصوف نے اس باوقار اور نورانی اعتکاف نشینی میں حصہ لیا۔ اس پر کیف اور پر سرور روحانی اجتماع کے اختتامی جلسہ سے سید ناصر حسین موسوی اور مولانا شکور علی انور نے اعتکاف کے لوازمات، مسائل وفضائل پر مبنی خطابات کیے اور تمام اہل تصوف کے حق میں دعائے خیر اور نیک تمناؤں کے ساتھ ہدیہ تبریک پیش کیا۔ رپورٹر: نمائندہ، گلگت

اعتکاف نشینی وحلف برداری

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن دم سم کے زیر اہتمام خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ دم سم میں جناب بو احسن صاحب کی زیر نگرانی سہ روزہ اعتکاف نشینی کی محفل منعقد ہوئی۔ ایک سو بیس سے زائد شمع تصوف کے پروانوں نے اس روح پرور محفل میں شرکت کی اور تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل کیا۔ اعتکاف نشینی کے اختتام پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں چھلو اور علاقہ مشہ بروم کے عوام اور نوجوانوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اس عظیم الشان جلسہ کے موقع پر این وائی ایف دم سم کے نئے اور نومنتخب اراکین سے جناب ایڈوکیٹ محمد علی صاحب نے حلف لیا۔ نومنتخب اراکین کے نام درج ذیل ہیں۔

حاجی بو منظور علی صاحب سرپرست اعلیٰ، ذوالفقار علی صاحب صدر، برہان الحسن نائب صدر، محمد یوسف جنرل سیکرٹری، پرویز حسین ڈپٹی جنرل سیکرٹری، ذاکر حسین پریس سیکرٹری، آصف حسین رابطہ سیکرٹری، محمد اسماعیل ڈپٹی رابطہ سیکرٹری، افتخار احمد ایجوکیشن سیکرٹری، عباس علی ڈپٹی ایجوکیشن سیکرٹری، ذوالفقار علی روزی انتظامیہ سیکرٹری، غلام رسول ڈپٹی انتظامیہ سیکرٹری، نصر اللہ آفس سیکرٹری اور صداقت علی ڈپٹی آفس سیکرٹری۔ رپورٹر: ذاکر حسین پریس سیکرٹری

اعتکاف نشینی

خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ ہریکون میں سہ روزہ اعتکاف نشینی جناب بو علی جان صاحب کی قیادت میں منعقد ہوئی۔ اختتامی جلسہ کی صدارت فخر تصوف جناب رستم علی انجم صاحب نے کی جبکہ سید ناصر حسین الموسوی صاحب اور فخر تصوف جناب فدا حسین کاچو صاحب مہمانان خصوصی تھے۔ علمائے کرام نے پرجوش انداز میں تقاریر کیں اور اہلیان ہریکون کو مبارکباد پیش کیا۔ رپورٹر: کرامت علی ہریکونی

تقریب حلف برداری

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن مظفر آباد یونٹ کی تقریب حلف برداری شاہ ہمدان ہاؤس مظفر آباد میں منعقد ہوئی۔ تقریب میں مظفر آباد میں موجود تمام ملت صوفیہ نوربخشیہ کے جوانوں نے شرکت کی۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت غلام علی نے حاصل کی۔ اس کے بعد حضورﷺ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی سعادت محمد ابرار صاحب نے حاصل کی۔ تقریب کی صدارت صدر NYF پنجاب ڈویژن اکبر علی نے کی۔ تقریب کی مہمان خصوصی ڈی سی او جی ممبر NYF پاکستان جناب جی ایم کھاروی صاحب تھے۔ اس کے بعد نو منتخب صدر NYF مظفر آباد حامد علی دانا نے بھی خطاب کیا۔ تقریب کے آخر میں صدر NYF پنجاب ڈویژن اکبر علی نے نومنتخب کابینہ سے حلف لیا۔ نومنتخب اراکین کے نام درج ذیل ہیں۔

صدر حامد علی دانا، نائب صدر شہریار نفیس، سینئر نائب صدر محمد ایوب سرمیکی، جنرل سیکریٹری سخاوت جمہ، ڈپٹی جنرل سیکریٹری قاچو محمد نواز ایجوکیشن سیکریٹری شیر علی، فنانس سیکریٹری محمد یعقوب، ڈپٹی فنانس سیکریٹری وسیم اکرم، انفارمیشن سیکریٹری اویس قرنی، ڈپٹی انفارمیشن سیکریٹری افتخار حسین، چیف آرگنائزر عبدالواحد جمہ، ذکر کمیٹی چیئرمین زاہد حسین۔ رپورٹر: انفارمیشن سیکریٹری NYF مظفر آباد

تعزیتی اجلاس

NYF علی پور یونٹ کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں انجینئر غلام حسن کھرکوی کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔ مرحوم گورنمنٹ گزیٹڈ آفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی شریف المزاج، نرم دل گفتگو کے مالک، خدمت گزار، سادگی پسند، دین حقہ کے

لئے بہت ہی مخلص اور ملنسار انسان تھے۔آپ انجمن صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کے بانی اراکین میں سے تھے۔اس کے علاوہ مرحوم انجمن ہذا کے مشاورتی کونسل کے چیئرمین کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے تھے۔نیز مرحوم چیئرمین ایجوکیشن کمیٹی علی پور کے عہدے پر بھی فرائض سر انجام دے چکے ہیں۔زیرتعمیر خانقاہ معلیٰ علی المرتضیٰ صوفیہ نوربخشیہ علی پور کی تعمیراتی کمیٹی میں بھی شامل تھے۔مرحوم کی دینِ حقہ اور اہلیان علی پور کے لئے بے مثال قربانیاں ہیں۔اہلیان علی پور نے ان کی بے لوث خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔مرحوم کی خدمات ہمیشہ یاد رہے گی۔ انجمن علی پور اور NYF علی پور یونٹ اُن کی خدمات کو ہمیشہ سنہری حروف میں یاد رکھیں گے اور فخر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔مرحوم کی ایصال وثواب کے لیے انجمن علی پور نے فاتحہ خوانی کی اور لواحقین سے اظہار ہمدردی کی۔

رپورٹر: مظفر علی آخوند، انفارمیشن سیکریٹری

اظہار تعزیت

ہم NYF علی پور یونٹ اور انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد حاجی آخوند محمد دین سرموی کی وفات پر اُن کے بھائی قاری محمد ابراہیم، آخوند حسین اور فرزندان میں مولانا محسن علی ساقیؔ، حافظ ذاکر علی ثاقبؔ، صوفی عبدالرحمٰن، موسیٰ علی انصاریؔ، دیگر رشتہ داروں اور دوست احباب سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں سابق صدر این وائی ایف علی پور جناب عبدالرحیم سکساویؔ کے والد گرامی حاجی غلام علی سکساویؔ کی اچانک وفات پر لواحقین اور غمزدہ خاندان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ساتھ ہی دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کو جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرما اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرما۔(آمین)

رپورٹر: مظفر علی آخوند، انفارمیشن سیکریٹری

کارکردگی رپورٹ

گزشتہ دنوں NYF پنجاب ڈویژن کی ایک اہم میٹنگ میں پچھلے دوسالوں کی کارکردگی رپورٹ کا جائزہ لیا گیا جو درج ذیل ہیں۔

☆ پورے پنجاب میں یونٹ سازی کا عمل۔

☆ اسلام آباد یونٹ کے زیر اہتمام کامیاب عید میلاد النبی کانفرنس۔

☆ راولپنڈی یونٹ کے زیر اہتمام تعلیمی سیمینار۔

☆ کامیاب مطالعاتی دورہ کا انعقاد۔

☆ پنجاب کے سطح پر پریزیڈنشل سمٹ کا انعقاد جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ: فری میڈیکل کیمپ کا قیام، بلڈ بینک کا قیام، شاہ سید ہاسٹل کی دوبارہ بحالی، شاہ سید ہاسٹل کی آڈٹ اور بحالی کے لیے کمیٹی کی تشکیل، کمپیوٹرائز ممبر سازی مہم، طلبہ و طالبات کی رہنمائی (خصوصاً داخلہ ٹیوشن) کے لیے الگ کمیٹی کی تشکیل اور دیگر بہت سے پروجیکٹس ہیں جن کی تکمیل کے لیے ہر یونٹ کو ذمہ داری دی ہے۔

رپورٹر: اختر معاذ کندوسی انفارمیشن سیکرٹری

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

قارئین کے خطوط

☆ جناب مدیر صاحب نوائے صوفیہ انٹرنیشنل! بندہ ناچیز روز اول سے نوائے صوفیہ کا خاموش اور مستقل قاری ہوں۔ جب بھی اس رسالے کے تازہ شمارے کا دیدار ہوتا ہے مجھ گناہ گار کی مردہ رگوں میں جان آجاتی ہے۔اور دل کو سکون میسر ہوتا ہے۔لیکن رسالے کی تاخیر سے آنے کی وجہ سے اداس بھی ہوں۔ایک مضمون ارسال خدمت ہے شائع فرما کر خوشی کا موقع بخش دیں۔شکریہ۔ (ماسٹر حمایت چنڈوی)

☆ جناب ایڈیٹر نوائے صوفیہ انٹرنیشنل! سلامت باشد، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوں گے۔نوائے صوفیہ کے لیے ایک رپورٹ ارسال ہے بغر کانٹ کونٹ کے شائع کردیں۔شکریہ۔

(اخوند ممتاز علی، میر واعظ خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ دم سم)

☆ جناب ایڈیٹر نوائے صوفیہ انٹرنیشنل! اسلام وعلیکم، سلام کے بعد عرض خدمت ہے کہ بندہ ناچیز پہلی دفعہ نوائے صوفیہ میں مضمون لکھنے کی جسارت کررہا ہوں۔مہربانی فرما کر مضمون کو شائع کر کے حوصلہ افزائی فرمائیں۔ (معاذ شگری، FUUAST اسلام آباد)

☆ جناب ایڈیٹر نوائے صوفیہ انٹرنیشنل! اسلام وعلیکم۔اتحاد بین المسلمین کا داعی جریدہ دین حقہ کی ترجمانی کررہا ہے۔تمام مضامین معیاری اور قیمتی ہیں۔ماہانہ اور بروقت اشاعت کے لیے ملک گیر مہم چلائیں۔

(مولانا غلام حسین نیازی، قربان آبادی لونکھا)

بلتی قصیدہ حضرت علیؑ

علی احمد قمر

چھوسی حقینگنو ستروق سانگ من علی مرتضیٰ یانی
ژھے گنگپو سترونگسے دوکپا لا محمد مصطفیٰ یانی

ویدُوک چُوک مشکلینگ یانی ژھے یودی من پو نیالا
دُونُو مشکل پو ژھنگما بیس نئی مشکل کشا یانی

خداسی آن مینے چھیس لکھ لا سترونگما یاق یری پھیلقپو
تھانو ژھلمینگنو رگیلبا سونگ ایتو بیانا خدایانی

خدا لا تھاد پانا مولود کعبہ لدن یری پھیلقپو
خداسی چی بیسے تھون چُکس کعبینگ شقفا لا یانی

خدائی شزنے آنپو نادر چھوسلا سترونگ یانی
صحابہ سنگ نا تراقسے تھوبا گوانا مرتبہ یانی

رسولی شزنے بیس پی ذوالفقار حیدری اِن یو
ردلسے کھیر دوک ما چُوکپا یا رائی کا ھر بلا یانی

یو ژوخفو دُوکپا رگوس پی اِن چھوسی رگیلفو علی ژوخفو
امیر المومنین اِن زیرس بیسے نا حق ادا یانی

یری ھمت نا ھمبا یود اِیتو خیبر نا خندق لا
سوسے ننگ گنگ پو یاق بیا لا شہید کر بلا یانی

☆☆☆☆☆

وصولیات نمائندوں اور قارئین سے

این وائی ایف پاکستان

نوٹ: نمائندوں اور قارئین سے شمارہ نمبر 128 سے موصول شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	علاقہ	تعداد	فروخت	رقم	وصول شدہ رقم	بقایا رقم	نام نمائندہ	کیفیت
1	کراچی	100	100	4,000/-	0/-	4,000/-	بیگو دانیال	
2	لاہور	20	20	800/-	0/-	800/-	علی راجو	
3	اسلام آباد	40	40	1,600/-	0/-	1,600/-	زمرد حسین	
4	گلگت	40	40	1,600/-	1,600/-	0/-	شاہ نواز لقدوم	
5	سکردو, شگر	200+20	220	8,800/-	0/-	8,800/-	شبیر حسین، شیر علی	
6	خپلو	140	140	5,600/-	0/-	5,600/-	معراج	
7	کھرکوہ	25	25	1,000/-	0/-	1,000/-	اقبال نمبردار	
8	راولپنڈی	20	20	800/-	900/-	0/-	بواعبداللہ	
9	علی پور	20	20	800/-	0	800/-	مظفر علی اخوند	
10	مشہ بروم	110	110	4,400/-	4,500/-	0/-	ریاض مہدی	
11	پشاور	10	10	400/-	400/-	0/-	غلام حیدر	
12	براہ	40	40	1,600/-	0/-	1,600/-	ہدایت براہوی	
13	کورو، غواڑی	35	28	1,120	1,120/-	0/-	محمد عارف	1 اعزازیہ
14	واہ کینٹ، چکری روڈ	10+28	38	1520/-	1,620/-	0/-	زبیر، نیاز سچلوی	
15	ڈاغونی	25	25	1,000/-	0/-	1,000/-	عباس عاصی	
16	بلغار، لبدان	25+15	40	1,600/-	0/-	1,600/-	سید ریاض، صدام	
17	چھوربٹ	80	80	3,200/-	0/-	3,200/-	بواہدایت	
18	کل میزان	1003	996	39,840/-	10,140/-	30,000/-		

نوٹ: تمام نمائندوں سے گزارش ہے کہ نوائے صوفیہ کی بروقت اشاعت کے لیے واجب الادا رقم جلد از جلد ارسال کریں۔ شکریہ!